Regd. No P 67

رجسٹرڈ نمبری ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۹ | ۲۲ر تبوک ۱۳۳۹ ہش ۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۰ء | ۲۸

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۲ ستمبر (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند آگئی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت اپنے محبوب امام کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ کے متعلق اخبار الفضل میں ۱۵ ستمبر کے شائع شدہ نوٹ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سیدہ موصوفہ تا حال ہسپتال ہی میں ہیں ٹوٹی ہوئی ہڈی کا پیوند اچھی طرح مل جانے کے بعد وہاں سے فارغ ہونگی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ عوارض سے جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۰ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں محترمہ بیگم صاحبہ کی صحت پہلے سے بہتر ہے مگر کمزوری اب بھی ہے کامل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

کیا مذہب بے حقیقت ہے؟

از خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقفِ زندگی

اس زمانہ میں اشتراکیت کی مسموم فضا سے متاثر ہو کر روس اور بعض دیگر ممالک کے لوگوں نے مذہب کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھا ان کی نظر میں مذہب نسلِ انسانی کے لئے ضرر رساں اور مہلک چیز ہے ان کا کہنا ہے کہ دنیا میں جس قدر فتنہ و فساد برپا ہے۔ یہ سب مذہب ہی کا پیدا کردہ ہے۔ اگر مذہب کا وجود نہ ہوتا تو انسانوں کے درمیان خلافات کی خلیج وسیع نہ ہوتی۔

جن لوگوں کی طرف سے مذہب کے خلاف اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے انہوں نے مذہب کے قیام کے اصل مقصد پر صحیح معنوں میں غور و تدبر نہیں کیا اگر وہ حقیقت معلوم کرنے کی سعی کرتے تو وہ مذہب کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے۔

سوال یہ ہے کہ اگر مذہب کا وجود دنیا میں امن کو برباد کرنے کا باعث ہے تو جو لوگ مذہب سے محض بیگانہ اور اسے بے حقیقت قرار دیتے ہیں ان میں تو باہمی اُلفت، محبت اور اتحاد و یگانگت کا ہونا از بس ضروری تھا۔ لیکن یہ چیز آج مذہب سے دوری اختیار کرنے والی قوموں میں بھی نظر نہیں آتی۔ بخلاف اس کے اقوامِ عالم ہمیں اس امر کا پتہ دیتے ہیں کہ آدم کے بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتارنے اور دنیا کے امن و امان کو برباد کرنے کے لئے لامذہب پیش پیش ہیں۔

جن لوگوں نے باوجود کسی نہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے کے اپنے مذہب سے بیگانگی اور عدم توجہی کی بنا پر نئے خیالات و عقائد کو اپنے ہاں رائج رکھا ہے۔ انہوں نے درحقیقت مذہب کے خلاف آواز اُٹھانے والے لوگوں کو موقع دیا ہے کہ وہ ان کے خود تراشیدہ عقائد کی بنا پر مذہب کو بدنام کریں۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر مذہب فی ذاتہٖ اپنے اندر صداقت رکھنے والا ہوتا تو دنیا کے مختلف مذاہب میں اس قدر اختلافات کیوں نظر آتے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ چونکہ ہر زمانہ میں انسانی عقل و دماغ ایک جیسے نہ تھے بلکہ ازمنہ ماضیہ میں انسانی عقل بلوغت تک نہ پہنچی تھی۔ اور انسانی طبائع بعض اہم احکام الٰہی کے بجا لانے کی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے خالق کائنات نے موقع و محل اور تقاضائے زمانہ کے پیشِ نظر ایسے ہی احکام دنیا میں گذشتہ زمانوں میں نازل فرمائے جن پر انسان بآسانی عمل پیرا ہو سکتا۔ ہاں جوں جوں انسان نے ارتقاء کی منازل طے کیں۔ اور وہ انتہائی بلوغت کے مقام پر پہونچ گیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی صفت حکمیت کے ماتحت افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شریعت کاملہ دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ کی اقتداء ہر انسان پر لازمی قرار دے دی گئی۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی ایسا تھا جو نسلِ انسانی کے لئے کامل رہنمائی اور رہبری کا موجب ٹھہرتا اسی لئے خداوند تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

جب ہم دنیا کے مختلف مذاہب کی الہامی کتابوں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ہر مذہب کے اندر اصولی رنگ میں بعض اہم اور ضروری امور مشترکہ دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً جس قدر مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ اس امر کے مدعی ہیں کہ زمین و آسمان کا ایک خالق و مالک خدا ہے۔ اور یہ کہ انسانی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے خدا تعالیٰ سے ایسا قلبی تعلق پیدا کرے کہ اس کی نظیر دنیا کے رشتوں میں قطعاً نہ ملتی ہو۔ اس سلسلہ میں تمام مذاہب نے اپنے اپنے ماننے والوں کو عبادتِ الٰہی کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ لیکن افسوس اس زمانہ میں مذہب کی اصل غرض کو بھول کر اکثر لوگوں نے شرک فی الذات اور شرک فی الصفات کے پیشِ نظر کئی ایک انسانوں اور دیگر چیزوں کو خدائے واحد کا ہمسر قرار دے رکھا ہے اس قسم کے مشرک لوگوں نے مذہب اور اس کی مقدس آمد کے مقصد کو دراصل سمجھا ہی نہیں۔ اگر وہ مذہب کی اصلیت سے آشنا ہوتے تو ایسے غلط اور باطل خیالات کے کیوں مؤید ہوتے؟

جن برگزیدہ انسانوں نے اپنی ساری زندگی توحید الٰہی کے قیام کے لئے صرف کر دی ان کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات میں برابر کے شریک تھے یا یہ کہ انہوں نے نعوذ باللہ خدائی کا دعوےٰ کیا تھا۔ ان کی ہتک کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

علاوہ تعلق باللہ اور عبادت الٰہی پر زور دینے کے ہر مذہب۔ نے اپنے ماننے والوں کو نیکی اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ اگر تم نیکی اختیار کرو گے اور گناہوں سے مجتنب رہو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقرب بننے کی وجہ سے انعامات روحانیہ کے وارث ٹھہرو گے بلکہ اسلام نے تو یہاں تک کہا ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس دنیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی کا شرف حاصل ہوگا بلکہ دار الآخرت میں بھی تم رضاء الٰہی کے پانے والے ہوگے۔

پس جہاں تک اصولی باتوں کا تعلق ہے۔ تمام مذاہب کے ہاں کسی نہ کسی رنگ میں ان کا پایا جانا ثابت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق لوگوں نے ان روحانی امور کو مختلف رنگوں میں بیان کیا ہے اور اس طرح مذہبی لوگوں کے نظریات میں بظاہر اختلاف دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اپنے اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء نے ان روحانی امور کو ایک ہی صورت میں بیان فرمایا تھا کیونکہ ان مقدس ہستیوں کا منبع ایک ہی ذات تھی جس کی ہمکلامی سے یہ پاکباز لوگ دنیا کی رہنمائی فرماتے تھے۔

عصرِ حاضر میں اگرچہ لاکھوں انسان مذہب سے متنفر دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن مذہب میں جو قوت و تاثیر ہے اس کا تقاضا ہے کہ مذہب کی صداقت کو وہ لوگ بھی بامر مجبوری تسلیم کریں جو مذہب کوسوں دور ہیں۔

چنانچہ یورپ اور دیگر ممالک سے علم دوست طبقات کو جن نامور شخصیتوں پر ناز ہے ان میں ڈاکٹر لیبان کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر لیبان متعدد کتب کے مصنف ہیں اور ان کی کئی ایک کتابوں کا ترجمہ انگریزی روسی۔ اسپینی۔ اطالین۔ عربی اور اردو وغیرہ زبانوں میں شائع شدہ ہے۔ بقول مولانا عبد السلام صاحب ندوی "لیبان اگرچہ عقلی حیثیت سے مذہب کو اوہام اور خرافات کا مجموعہ سمجھتے تھے۔ (انقلاب الامم صفحہ ۲۲)

لیکن مذہب خصوصاً اسلام نے جو تمدن کے اعتبار سے دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا ہے اسے صاف الفاظ میں ڈاکٹر لیبان تسلیم کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

"مذہب کی عظیم الشان قوت کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ ایک زمانے میں قوم کے فوائد، قوم کے احساسات اور قوم کے خیالات کو متحد کر دیتا ہے اس لئے وہ ان تمام عناصر کا جن سے قومی روح پیدا ہوتی ہے دفعۃً قائم مقام ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مذہبی قوت [illegible] استیلاء سے قوم کا مزاج عقلی نہیں بدلتا

(باقی صفحہ ۹ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ــــــ مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء

ہندو پاک بہتر تعلقات

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہندو پاکستان میں تیرہ سال سے چل رہے ایک بڑے جھگڑے کا پُرامن حل تلاش کر لیا گیا ہے لمبی جد وجہد اور بین الاقوامی شہرت کی مالک اہم شخصیتوں اور دونوں ملکوں کے سربراہوں کی باہمی مفاہمت کے ساتھ نہری پانی کا معاہدہ طے پا گیا اور ضابطہ کی کارروائی کو مکمل کرنے کے لئے ہمارے وزیر اعظم ۱۹ ستمبر کو پاکستان تشریف لے گئے اور بڑے خوشگوار ماحول میں معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ موصوف کا یہ سفر دونوں مملکتوں کے لئے ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اور مستقبل میں دونوں ہمسایہ ملکوں کے باہمی تعلقات کی خوشگواری کا آئینہ دار ہے۔ جب سے پاکستان میں فوجی حکومت قائم ہوئی ہے اور صدر ایوب نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے تنا تنی کی حالت بہت کم کہ بات چیت کے ذریعہ متنازعہ امور کا حل تلاش کرنے کی بہت سی کوششیں کامیاب ہو چکی ہیں۔ دونوں طرف سے سرحدی جھگڑے نپٹ چکے ہیں۔ بعض قسم کے تجارتی معاہدے جھگڑے پا سکے تھے اور اب نہری پانی کا مسئلہ بھی سر سے ٹل گیا۔ مسئلہ اس قدر پیچیدہ اور الجھا ہوا تھا کہ طرفین کی خیرسگالی اور مفاہمت کے جذبات دساہمی ہی سے حل ہو پایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر ہند و پاکستان دو خود مختار حکومتیں ہیں جن کا اپنا اپنا نصب العین ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ دونوں ملکوں کے بہت سے مفاد ایک دوسرے کے ساتھ گہرے طور پر وابستہ ہیں دونوں کا باہم صلح صفائی سے رہنا کئی قسم کے بیرونی انتشار پسند عناصر کو دور رکھنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ جس صورت میں کہ ابھی تیرہ سال پیچھے ہر دو ممالک کے بسنے والے صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ گویا یار اور راز تعلقات رکھتے تھے ان کے لئے حالات کی یہ دردناک کشیدگی بلاشبہ باعث دکھ اور تکلیف تھی۔ اس وقت جبکہ ایک بڑی کٹھن منزل طے ہو چکی اور ایک ملک دوسرے کے زیادہ قریب ہو گیا۔ امید کی جانی چاہئے کہ حالات کی اس طرح بتدریج تبدیلی دونوں ہمسایہ ملکوں کے بہتر سے بہتر تعلقات پر منتج ہوگی۔ اور باقیماندہ قابل تصفیہ معاملات کے سلجھانے کی کوششیں بھی اسی طرح جاری رہیں گی۔ سو دست دونوں ملکوں کے بسنے والوں کو زیادہ قریب لانے کے لئے ہمارے نزدیک اگر دونوں حکومتیں ایک دوسرے ملک میں ویزہ کی پابندیوں کو دور کرنے یا اُن میں زیادہ سے زیادہ سہولیات دینے پر بھی غور کریں تو یہ چیز باہمی تعلقات کو مزید خوشگوار بنانے میں بڑی ہی مددگار ہوگی۔ بالخصوص جبکہ دونوں ملک کامن ویلتھ کے ممبر ہیں۔ جس طرح اس تنظیم کے دوسرے ممالک میں جانے آنے والے ویزہ کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہند و پاکستانی زائرین کے لئے ایسی سہولیات میسر نہ آسکیں بیشک ابتداء میں ہر معاملہ میں بہت مشکلات نظر آتی ہیں۔ مگر باہمی افہام و تفہیم اور گفت و شنید سے یہ سب طے ہو جاتی ہیں خدا کرے کہ ہر قسم کی مشکلات جلد دور ہوں اور دونوں ملک اچھے ہمسایہ کی طرح ترقی کی منازل کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا حسرتناک انجام

اسی پرچہ میں دوسری جگہ اخبار پرتاپ کا ایک تازہ نوٹ نقل کیا گیا ہے جس میں ایک ایسے شخص کے حسرتناک انجام کی تفصیل درج ہے۔ جس کی زندگی کا بیشتر حصہ احمدیت کی شدید مخالفت میں گزرا۔ اور اس کے ہزاروں ہزار ہمنواؤں کی تمام تر مساعی اس شجرہ طیبہ کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکنے میں وقف رہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو کسی وقت جو شان و عظمت حاصل تھی اُس کا کسی قدر نقشہ معاصر کے نوٹ میں کچھ تو اُس کے اپنے الفاظ میں اور زیادہ تر پاکستانی معاصر "کوہستان" کے سٹاف رپورٹر کے الفاظ میں اچھی طرح کھینچا گیا ہے۔ ساتھ ہی تصویر کا دوسرا رُخ اس کے حسرتناک انجام کی تفصیل پر مشتمل ہونے کے باعث بڑا ہی عبرت انگیز ہے۔

اس سلسلہ میں بخاری صاحب ہی کی مثال منفرد نہیں بلکہ اس برگزیدہ جماعت اور اس کے مقدس بانی علیہ السلام کے مقابلہ پر جو بھی آیا اُس کا انجام یہی ہوا۔ جو ایک مضبوط چٹان کے ساتھ ٹکرانے والے کا ہوتا ہے۔ ایسا شخص چٹان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ہاں اس کا اپنا ہی سر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کا ایسا عبرتناک انجام جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی علیہ السلام کی صداقت کا بین ثبوت ہے اور اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہے مخالفت کے ہر شدید سے شدید طوفان میں آسمان سے نازل ہونے والے فرشتوں نے اس کی مدد کی اور ہر ایسے موقع پر خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ جو اُس نے اپنے پیارے مسیح موعودؑ کے ساتھ کیا تھا کہ

انی مھینٌ من اراد اھانتک

میں ہر اُس شخص کو ذلیل و خوار کروں گا جو تیری ذلت کا خواہاں ہے۔

بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے بالآخر ہر مخالف کو ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حتیٰ کہ بعد حسرت و یاس اپنی ناکامی کا کھلے بندوں اقرار کرنا پڑا۔

چند ماہ گزرے رسالہ الفرقان ربوہ میں چند احمدی دوستوں کی طرف سے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری سے اُن کی ایک تازہ ملاقات کا تذکرہ شائع ہوا تھا۔ اور اب پرتاپ اور کوہستان کے اس تازہ نوٹ سے اس کی حرف بحرف تصدیق ہو گئی۔ مولانا غلام باری صاحب سیف نے (جن کی طرف سے ملاقات کی رپورٹ شائع ہوئی) ملتان میں پہلی ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا:۔

"(۲۴) جولائی ۱۹۵۹ء) کپڑے کی ٹوپی پہنے ململ کا کرتہ زیب تن کئے منقش تہ باندھے سوٹی ٹیکتے ہوئے ساتھی کے کندھے پر ہاتھ رکھے موٹے شیشے کی عینک لگائے خراماں خراماں ایک سفید ریش مولوی صاحب چلے آ رہے تھے۔ ہم تینوں.. آگے بڑھے . . . . میں نے مزاج پرسی کی۔ شاہ صاحب کیا حال ہے؟

شاہ صاحب موٹے شیشے کی عینک میں سے دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شاہ جی کے متعلق جو کچھ سنا ہوا تھا اب اس کے صرف آثار ہی تھے۔

شاہ صاحب نے جواب دیا۔ "اچھا ہے جیسا شام غریباں میں جنوں کا ہونا چاہیئے۔"

اگلے روز جب ہم تینوں دوست شاہ صاحب کے مکان پر گئے:۔

"ہم بیٹھک میں داخل ہوئے ایک چھوٹا کمرہ کا اور ایک دیہاتی دوست چٹائی پر بیٹھے تھے اور آج دیکھا کہ فی الحقیقت یہاں شام غریباں کا نقشہ تھا۔ ایک طرف میلی چٹائی دوسری طرف ایک چارپائی ایک کونہ میں نلکا اور اس کے پاس میلی سی بالٹی۔ چٹائی پر ایک میلا کچیلا گاؤ تکیہ۔ ہم بھی چٹائی پر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب کی اندرون خانہ سے آواز آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد شاہ صاحب تشریف لے آئے بلیک علیک کے بعد تعارف ہوا تو فرمانے لگے "کل ملاقات ہو چکی تھی۔" عرض کیا وہ تو سر راہ تھی آپ سے کچھ باتیں کرنے کی خواہش تھی شاہ صاحب گویا ہوئے "مجھے کیا ملنا ہے بھائی — مجھے کیا ملنا ہے۔" اور یہ کہنے کے ساتھ ہی اپنی بیماری کا قصہ شروع کر دیا۔ "فلاں تاریخ تھی فلاں وقت تھا مجھ پر اس طرح فالج کا حملہ ہوا . . . . . ."

اسی ملاقات میں بڑی حسرت کے ساتھ جن الفاظ میں شاہ صاحب نے اپنی اُس ناکامی کا اعتراف کیا جو احمدیہ جماعت کی شدید مخالفت کے باوجود اُنہیں حاصل ہوئی۔ ان کا ذکر بھی اسی رپورٹ میں ہے جو یہ ہے:۔

"(اپنی بیماری کے لمبے تذکرہ کے بعد) میں نے بات کا رُخ بدلنے کی کوشش کی اور عرض کیا شاہ صاحب! آپ نے ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کی ہے . . . . ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ شاہ صاحب نے فوراً فقرہ قطع کیا اور فرمایا "نہیں بھائی نہیں نہیں۔ ایمان اور اعتقاد کا معاملہ تھا کسی کی مخالفت نہ تھی۔" میں نے عرض کیا تو اب شاہ صاحب آپ کے تاثرات کیا ہیں؟ کہنے لگے۔ تاثرات؟

"بھائی تمہیں کام کرنا آتا ہے

ہمیں کام کرنا نہیں آتا۔"

اور پھر ایک اور موضوع پر تبادلہ خیالات کے دوران کہنے لگے:۔

"آج تمام ہند و پاکستان میں آپ کی جماعت سے زیادہ مضبوط جماعت اور کوئی نہیں۔" (الفرقان [illegible])

یہ تھا ناکامی کا واضح طور پر اعتراف اُس بڑے لیڈر کا جسے امیر شریعت اور امیر احرار کے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا اور جس کی تقریر کے وقت سننے والے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیتا تھا۔ جو کبھی اُس کی قوت بازو سمجھے جاتے تھے اور اسی کثرت کے بل بوتے پر ایک دفعہ قادیان کے قریب احرار کانفرنس (باقی صفحہ ۔ پر)

خطبۂ نکاح

اسلام نے انسان کیلئے جو قیود اور پابندیاں تجویز کی ہیں وہ ہمارے لئے سراسر رحمت اور خیر و برکت کا موجب ہیں

عملی زندگی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرو کہ یہی ہمارے لئے کامیابی کا واحد ذریعہ ہے

شادی بیاہ کے موقعہ پر بھی اسلامی احکام کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء بمقام قادیان

یہ ایک غیر مطبوعہ خطبۂ نکاح ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم پیر صلاح الدین صاحب ابن محترم پیر اکبر علی صاحب مرحوم و مغفور کے نکاح کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ اور حال ہی میں الفضل میں شائع ہوا ہے۔ جسے افادہ احباب کی خاطر نقل کیا جاتا ہے (ادارہ)

آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ایک زمانہ عرب پر ایسا آیا ہے کہ

رسم و رواج کی پابندیوں

میں وہ ایسے جکڑے گئے تھے کہ گویا وہ قیدی تھے صرف اتنا فرق تھا کہ آجکل کے قیدیوں کی طرح وہ چار دیواری میں بند نہ تھے مگر ان کی وہ قید چار دیواری کی قید سے بھی زیادہ سخت تھی۔ کیونکہ آجکل کے قیدی جن کمروں میں بند ہوتے ہیں ان کی دیواریں تو آخر ان سے چند گز کے فاصلہ پر ہی ہوتی ہیں مگر وہ جو اپنے جسم میں قیدی تھے ان کی قید تو قید خانہ سے بھی سخت تھی اور ان کی ان جکڑ بندیوں اور قیدوں سے جو انتہا کو پہنچ چکی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر ان کو آزاد کرایا۔ اور وہ غلامی اور قیود جو ان کی جائز آزادی کو تلف کئے ہوئے تھیں ان کو یکدم اڑا دیا۔ اور ان قیود کی جگہ ایک ایسا نیا قانون ان کو مل گیا جو انسانی جذبات کے مناسب حال اور کامل آزادی دینے والا تھا

درحقیقت آزادی اور غلامی میں

قید و بند کا فرق

نہیں۔ کیونکہ وہ شخص جس کو ہم غلام کہتے ہیں اس کو بھی کچھ نہ کچھ آزادیاں ہوتی ہیں۔ اور جسے ہم آزاد کہتے ہیں۔ درحقیقت اس کے اوپر بھی بعض قیود ہوتی ہیں۔ ہم جب کسی کو قیدی یا غلام کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی۔ کہ اس شخص کے اوپر تو کچھ پابندیاں ہیں۔ اور جس کو ہم آزاد کہتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہے بلکہ درحقیقت دونوں کے اوپر ہی بعض پابندیاں ہوتی ہیں۔ اور دونوں ہی بعض قیود سے آزاد بھی ہوتے ہیں۔ مگر آجکل غلام اسے کہا جاتا ہے۔ جس پر ایسی قید ہو۔ اور آزاد اسے کہا جاتا ہے۔ جس پر کوئی جابرانہ رواجی قید نہ ہو۔ یعنی ایک قیدی کو اس لئے قیدی کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے مثلاً غبن کیا یا کوئی اور جرم کیا تو حکومت نے اس کو بطور سزا قید کر دیا۔ اگر اسے کھول دیا جائے تو وہ فوراً بھاگ جائے۔ مگر وہ ماں جو اپنے گھر میں ہے۔ اور اس کا اکلوتا بیٹا سخت بیمار پڑا ہے۔ اور وہ اس کی چارپائی پر اس کے پاس بیٹھی ہے کیا وہ قیدی نہیں؟ وہ بھی قیدی ہے۔ بلکہ وہ اس پہلے قیدی کی نسبت

زیادہ سخت قسم کی قید

میں ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم اسے اس لئے قیدی نہیں کہتے کہ وہ کسی جرم یا کسی گناہ کے بدلہ میں قید نہیں بلکہ اپنے بچہ کی محبت کی وجہ سے اس کے پاس بیٹھی ہے۔ گو ایسے حالات میں اگر ایک قیدی کو کہا جائے کہ بھاگ جا اور اس کے لئے بھاگنا ممکن ہو۔ تو وہ ضرور بھاگ جائے گا اور اگر اس کے لئے بھاگنے کا کوئی امکان ہی نہ ہو تو بھی اس کا منشاء ضرور ہوتا ہے کہ موقعہ ملے تو وہاں سے بھاگ نکلوں اور اس کے دل میں ہر وقت بھاگنے کی خواہش موجود ہوتی ہے۔ مگر وہ ماں جو اپنے اکلوتے بیمار بیٹے کی چارپائی پر بیٹھی ہوتی ہے اس کو تو بھاگنے کی خواہش بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر تم اسے کہو کہ وہ کیوں بھاگ نہیں جاتی۔ تو وہ اس سے ناراض ہو گی۔ اور کہے گی کہ تم میرے اور میرے اکلوتے بیٹے کی جان کے دشمن ہو۔ پھر بعض لوگوں کو تین تین چار چار مہینے کی قید ہوتی ہے۔ اور بعض کو قید بامشقت ہوتی ہے۔ مگر

اس کے مقابل پر دیکھ لو

کیا ایسی ہی قید بعض حاملہ عورتوں کو ہوتی ہے یا نہیں؟ کئی حاملہ عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق چار چار پانچ پانچ مہینے چلنا پھرنا بند کر دیتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو چھ چھ سات سات آٹھ آٹھ اور نو نو مہینے یعنی پورے ایام حمل تک ڈاکٹر عورتوں کو ہلنے سے منع کر دیتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ اس مریضہ کے لئے ہلنا نہایت مضر ہے اور وہ بے چاری

اتنی لمبی مدت تک

چارپائی پر پڑی رہتی ہیں۔ اور کروٹ تک بدل نہیں سکتیں۔ مگر کوئی شخص اس کا نام قید نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ لوگ جو "حریت" "حریت" پکارتے رہتے ہیں عورتوں کی اس پابندی کو "حریت" کے خلاف قرار دیتے ہیں؟ اس لئے کہ یہ قید کسی حکومت کی طرف سے نہیں یا جابرانہ طور پر نہیں بلکہ جس طرح حکومت نے

بعض افراد پر قیدیں

لگا رکھی ہیں۔ اسی طرح قانون قدرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض پابندیاں عورتوں پر لگا دی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اولاد پیدا کریں۔ اس لئے حاملہ عورتوں کو بعض حالات میں ڈاکٹروں کی ہدایات کے مطابق لیٹے رہنا پڑتا ہے۔ تو

جسے ہم آزاد کہتے ہیں

دراصل وہ بھی بعض پابندیوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے اور جسے ہم غلام یا قیدی کہتے ہیں وہ بھی بعض باتوں میں آزاد ہوتا ہے۔ چنانچہ چور جب قید ہوتے ہیں۔ تو باوجود قید ہونے کے ان کی روح آزاد ہوتی ہے۔ اور یہ سوچتے رہتے ہیں کہ اس جگہ سے جب بھی چھوٹیں گے۔ تو وہ اسی چوری کو پورا کرکے چھوڑیں گے۔ یا قتل کے ارادہ میں پکڑے جاتے ہیں۔ اور ابھی مثل قتل کو مکمل نہیں کیا ہوتا۔ تو وہ دل میں یہ عہد کئے ہوئے ہوتے ہیں کہ اب اگر اس قید سے نکل کر گئے تو اس قتل کو مکمل کرکے رہیں گے۔

ایسا شخص بے شک آزاد ہے اور

"مادر پدر آزاد"

شخص بھی آزاد ہے مگر درحقیقت ایسے شخص کو کوئی بھی شریف انسان آزاد نہیں کہے گا اور نہ اس کے اس طریق کو آزادی سے تعبیر کرے گا۔

لیکن ایک شخص جو اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوا ہے جو اس چوری یا قتل وغیرہ کے جرائم میں سے کسی ایک جرم کا خیال بھی دل میں آنے نہیں دیتا۔ اور اگر کسی وقت کوئی معمولی سا خیال بھی آجائے۔ تو وہ فوراً اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے تو اس پر بتاؤ کونسی قید ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا کرتا ہے۔ تو

غلامی اور قید دراصل نسبتی امر ہیں

بعض باتوں میں ایک غلام آزاد ہوتا ہے اور بعض باتوں میں ایک آزاد بھی مقید ہوتا ہے۔ اسلام نے بھی ایسی کلی آزادی نہیں دی۔ کہ لوگ جو چاہیں کریں۔ بلکہ اسلام نے بھی بعض باتوں پر قیود لگا دی ہیں کہ ایسا نہ کرو اور بعض باتوں میں جو لوگوں کی لگائی ہوئی تھیں انہیں آزادی دے دی ہے۔ گویا صرف نسبت کا فرق ہو گیا مثلاً پہلے بھی وہ اپنے اموال کو خرچ کرتے تھے۔ مگر اب یہ کہا گیا کہ اسلام سے پہلے تو تم اموال کو غریبوں اور مسکینوں پر خرچ کرنے کی بجائے شراب نوشی اور جوئے بازی میں خرچ کیا کرتے تھے لیکن اب یہ قید لگا دی جاتی ہے کہ تم روپیہ تو خرچ کرو مگر نیک کاموں میں خرچ کرو۔ شراب وغیرہ میں خرچ نہ کرو۔

ذیلی قیدیں جو ناجائز طور پر انہوں نے اپنے اوپر لگا رکھی تھیں۔ اسلام نے ان کو دور کر دیا اور

بعض نئی قیدیں

جو ان کے لئے مفید تھیں وہ ان پر لگا دیں اور یہ آزادی یعنی "حریت" کے خلاف نہیں ہر ایک کے اوپر کچھ نہ کچھ قیدیں خواہ وہ شرعی ہوں یا اخلاقی ہوں عائد ہوتی ہیں۔ مثلاً وہ لوگ جو حریت یعنی "حریت ضمیر" اور "حریت

افعال" کے بڑے حامی ہیں کیا ان میں سے کوئی اپنے باپ کو جوتے لگانے یا اپنی ماں کو چوٹی سے پکڑ کر گھسیٹنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے اور نہ ہی تم اس کی ایسی حرکت کو پسند کرو گے۔ بلکہ تم بھی اس پر ایک قسم کی قید وارد کرو گے اور کہو گے کہ کامل آزادی سے یہ مطلب نہیں کہ انسان "مادر پدر آزاد" ہو۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں مبعوث ہو کر لوگوں کو

ایک بہت بڑی فاعریت

عطا فرمائی ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اب انسان اپنے ہر عمل میں آزاد ہے یا جیسے عیسائی کہتے ہیں کہ شریعت لعنت ہے (گلیتوں $\frac{3}{13}$) اسی طرح نعوذ باللہ ہم شریعت کے احکام سے آزاد ہو گئے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کام میں تم کو بتاتا ہوں وہ کرو اور جن سے میں روکتا ہوں ان سے بچو کیونکہ تمہارا اس میں فائدہ ہے تو لبعض قیود اور پابندیاں بُری ہوتی ہیں۔ جو اچھی پابندیاں تھیں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر لگا دیں۔ اور جو بری رسوم تھیں ان سے بچنے کی قیود ان پر عائد کر دیں اور یہ ان لوگوں کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ آخر وہ پہلے بھی بعض کاموں کو چھوڑنے کی قیود اپنے اوپر رکھتے تھے اور بعض کاموں کو کرنے کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عائد کردہ پابندیوں کو ایک عرصہ کے بعد لوگوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور اس نور کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا تھا رد کر کے اپنے آپ کو غلط حریت کا دلدادہ بنا لیا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ نے کروڑوں کروڑ میل پر سورج کو رکھا ہے جو بدبودار جگہوں جوہڑوں تالابوں، نالیوں، نہروں، دریاؤں اور سمندروں وغیرہ سے بخارات کو اٹھاتا ہے۔ اور پھر اس پانی کو نہایت مصفا کر کے واپس لوٹاتا ہے۔ مگر انسان اس صاف کئے ہوئے پانی کو پی کر پیشاب۔ پسینہ یا بلغم وغیرہ بنا کر پھینک دیتا ہے اسی طرح انسان کا حال ہے کہ خدا تعالےٰ تو اس کو نہایت

پاک مصفا اور مطہر شریعت

عطا کرتا ہے۔ مگر جب انسان اسے گندہ کر کے پھینک دیتا ہے۔ تو وہ بدنما نظر آنے لگتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شریعت نازل کر کے خدا نے مسلمانوں کو بھی ہزاروں قسم کے گندوں سے نکالا تھا۔ مگر آپ کے بعد آج پھر مسلمان اپنی غلطیوں سے اپنی قید و بندگی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکالا تھا۔ اور باوجود شریعت اسلامی کے پاک و مطہر ہونے کے خود مسلمانوں نے اس کو غیروں کے لئے بدنما داغ بنا رکھا ہے۔ مثلاً جب ان سے نماز کے لئے کہا جائے تو کہتے ہیں بڑی مصیبت پڑ گئی۔ حالانکہ ہزاروں قسم کی قیدیں جو انہوں نے خود اپنے اوپر لگا رکھی ہیں ان کی وہ پوری پوری پابندی کرتے چلے جائیں گے۔ مثلاً حقہ ہے یہ حقہ کی قید اسلام نے نہیں لگائی۔ بلکہ مسلمانوں نے خود اپنے اوپر لگائی ہے۔ اب جہاں حقہ نظر آتا ہے۔ دس بیس آدمی اس کے ارد گرد اکٹھے ہو کر حقہ پینے لگ جائیں گے۔ مگر نماز کے لئے نہیں جائیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ایک دفعہ قادیان میں ایک شخص آیا۔ اور ایک دن ٹھہر کر چلا گیا۔ جنہوں نے اسے بھیجا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہ قادیان جائے گا وہاں کچھ دن ٹھہر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سنے گا۔ وہاں کے حالات دیکھے گا تو اس پر احمدیت کا کچھ اثر ہوگا۔ مگر جب وہ صرف ایک دن ہی ٹھہر کر واپس چلا گیا۔ تو ان بھیجنے والوں نے اس سے پوچھا کہ تم اتنی جلدی کیوں آ گئے؟ وہ کہنے لگا توبہ کرو جی! وہ بھی کوئی شریفوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے؟ انہوں نے خیال کیا کہ شاید کسی کے نمونہ کا اچھا اثر نظر نہیں آیا ہوگا۔ جس سے اس کو ٹھوکر لگی ہوگی۔ انہوں نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہوئی جو تم اتنی جلدی چلے آئے۔ ان دنوں قادیان اور بٹالہ کے درمیان یکے چلا کرتے تھے اس نے کہا میں صبح کے وقت قادیان پہنچا۔ مہمان خانہ میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ میری تواضع اور آؤ بھگت کی گئی ہم نے کہا سفر سے آئے ہیں راستہ میں تو کہیں حقہ پینے کا موقعہ نہیں ملا۔ اب اطمینان سے بیٹھ کر حقہ پئیں گے اور آرام کریں گے۔ ابھی ذرا حقہ آنے ہی دیر تھی کہ ایک شخص نے کہا بڑے مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو لوگ بڑے مولوی صاحب کہا کرتے تھے) اب حدیث کا درس دینے لگے ہیں پہلے درس سُن لیں پھر حقہ پینا ہم نے کہا چلو اب قادیان آئے ہیں تو حدیث کا بھی درس سُن لیں۔

حدیث کا درس

سُن کر آئے تو ایک شخص نے کہا کھانا بالکل تیار ہے پہلے کھانا کھا لیں۔ ہم نے کہا ٹھیک بات ہے کھانے سے فارغ ہو کر پھر اطمینان سے حقہ پئیں گے ابھی کھانا کھا کر بیٹھے ہی تھے کہ کسی نے کہا کہ ظہر کی اذان ہو چکی ہے۔ ہم نے کہا اب آئے ہیں چلو قادیان میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو مرزا صاحب بیٹھ گئے۔ اور باتیں وہاں شروع ہو گئیں۔ ہم نے کہا چلو مرزا صاحب کی گفتگو ہم سُن لیں کہ کیا فرماتے ہیں۔ پھر چل کر حقہ پئیں گے۔ وہاں سے باتیں سن کر آئے اور آکر پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو کر اطمینان سے بیٹھے اور حقہ سلگایا کہ اب تو سب طرف سے فارغ ہیں اب تسلی سے حقہ پئیں گے۔ لیکن ابھی دو کش بھی حقے کے نہ لگائے تھے کہ کسی نے کہا عصر کی اذان ہو چکی ہے۔ نماز پڑھ لو۔ حقہ کو اسی طرح چھوڑ کر ہم عصر کی نماز کو چلے گئے۔ عصر کی نماز پڑھی تو خیال تھا کہ اب تو شام تک حقہ کے لئے آزادی ہوگی کہ کسی نے کہا بڑے مولوی صاحب مسجد اقصےٰ میں چلے گئے ہیں اور وہاں

قرآن کریم کا درس

ہوگا ہم نے سمجھا تھا کہ اب شام تک حقہ پینے کا موقعہ ملے گا پر خیر۔ اب آئے ہیں تو قرآن شریف کا درس بھی سُن ہی لیتے ہیں بڑی مسجد میں گئے درس سنا اور سن کر واپس آئے تو مغرب کی اذان ہو گئی اور حقہ اسی طرح دھرا رہا اور ہم مغرب کی نماز کے لئے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر پھر مرزا صاحب بیٹھ گئے اور ہم بھی مجبوراً بیٹھ گئے کہ مرزا صاحب کی باتیں سن لو۔ آخر وہاں سے آئے اور سوچا کہ اب شاید حقہ پینے کا موقعہ ملے۔ لیکن کھانا آ گیا اور کہنے لگے کھانا کھا لو پھر حقہ پینا۔ شام کا کھانا بھی کھا لیا اور خیال کیا کہ اب تسلی سے حقہ کے لئے بیٹھیں گے کہ عشاء اذان ہو گئی۔ اور لوگ کہنے لگے نماز پڑھ لو خیر عشاء کی نماز کے لئے بھی چلے گئے۔ نماز پڑھ کر خدا کا شکر کیا کہ اب تو اور کوئی کام نہیں رہا۔ اب پوری طرح فرصت ہے اور حقہ پیتے ہیں۔ لیکن ابھی حقہ سلگایا ہی تھا کہ پتہ لگا کہ باہر سے آنے والے مہمانوں کو عشاء کے بعد بڑے مولوی صاحب کچھ وعظ و نصیحت کیا کرتے ہیں۔ اب بڑے مولوی صاحب وعظ کرنے لگ گئے۔... ابھی وعظ کر ہی رہے تھے کہ سفر کی کوفت اور تکان کی وجہ سے ہم کو بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی۔ پھر پتہ ہی نہیں کہ ہم کہاں ہیں اور ہمارا حقہ کہاں ہے؟ صبح اٹھا تو میں اپنا بستر اٹھا کر وہاں سے بھاگا کہ قادیان میں شریف انسانوں کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں۔ اب دیکھو یہ حقہ کی قید لوگوں نے خود ہی اپنے اوپر لگا رکھی ہے۔ کسی

زمیندار کو دیکھ لو

وہ دو دو تین تین گھنٹے روزانہ اور بیسیوں کام چھوڑ کر اور اپنا حرج کر کے بھی حقہ کے لئے ضرور وقت دے گا۔ اور جو لوگ اکٹھے بیٹھ کر حقہ پینے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ جتنا وقت صرف کرتے ہیں وہ دو تین گھنٹے سے قطعاً کم نہیں ہوتا۔ مگر نماز کے لئے دیکھو دن رات میں پانچ نمازیں مقرر ہیں اور فی نماز پانچ چھ منٹ لگتے ہیں۔ بلکہ ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ حنفیوں کی نماز پر دو تین منٹ سے زائد وقت لگتا ہی نہیں۔ اب کوئی اپنی مرضی سے جسے خدا توفیق دے وہ ایک نماز کے لئے گھنٹہ گھنٹہ لگا دے۔

مگر عام طور پر نماز پر آٹھ دس منٹ ہی لگتے ہیں۔ اور اس طرح پانچوں نمازوں پر پچاس منٹ یا ایک گھنٹہ صرف ہوگا۔ مگر پھر بھی جب تم ان کو نماز کے لئے کہو گے تو وہ یہی کہیں گے کہ کون نماز پڑھے وقت ہی نہیں ملتا حالانکہ۔۔ جگہوں پر وقت خرچ کرنے کی قید لگی ہوئی ہے۔

فرق صرف یہ ہے

کہ انہوں نے وہ قید لگائی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لگائی اور وہ قید جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگائی ہے اس کو اپنے اوپر نہیں لگائیں گے۔

اسی طرح زکوٰۃ ہے لوگ اسے خرچ کر لیتے ہیں مگر اس سے زکوٰۃ نہیں نکالیں گے ہمارے ملک میں تو اب حالت ایسی ہے کہ لوگوں کے پاس اتنا روپیہ ہی نہیں ہوتا اور جو کوئی روپیہ پیسہ ہوتا بھی ہے تو اس کے متعلق

"آیا کھایا اور اڑایا" والی کیفیت

ہوتی ہے اور جس گھر میں روپیہ آیا اور کھایا اُڑایا والا معاملہ ہوتا ہو وہاں زکوٰۃ کیسے لگے گی۔ مگر باوجود اس کے آخر انسان بعض موقعوں کے لئے روپیہ جمع رکھتے ہیں مثلاً بیاہ شادی کے موقعوں کے لئے عموماً لوگ کچھ نہ کچھ جمع کرتے ہیں اور جو مال نصاب کو پہونچے اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ لیکن لوگ زکوٰۃ کے لئے تو اس میں سے کچھ نہیں دیں گے۔ اور سارا مال بیاہ شادیوں کے موقعہ پر اُڑا دیں گے۔ تو روپیہ تو وہ بھی خرچ کر دیتے ہیں۔ مگر جہاں اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرچ کرنے کی قید لگائی ہے وہاں خرچ نہیں کریں گے تو بیشک بہت سی پابندیاں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے آکر لگائی ہیں۔ مگر وہ پابندیاں بہت زیادہ ہیں جو آج مسلمانوں نے خود اپنی مرضی سے اپنے اوپر لگا رکھی ہیں اور جن پر وہ اپنا تمام روپیہ تباہ کر رہے ہیں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ فیروز پور کا ایک واقعہ میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک شخص نے شاید ساٹھ روپے ساہوکار سے لئے تھے۔ اور اب وہ بنانوے ہزار سود در سود بن کر ہو گئے ہیں۔ اسلام نے بھی کچھ پابندیاں رکھی ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ ہم تمہارے اوپر اتنا بوجھ ڈالیں گے جتنا تم اٹھا سکو۔ مگر ہم لوگوں نے اس حکم

کی خلاف ورزی کرکے اپنی مرضی سے اپنے
اوپر ناقابل برداشت بوجھ ڈال رکھے ہیں
اور جہاں خدا کے دین کے لئے خرچ
کرنے کو کہو تو کہیں گے۔ جی کہاں سے دیں؟
ہمیں تو آپ کھانے تک کو نہیں ملتا۔
اسی طرح بیاہ شادی ہے۔ عیسائی
ہندو مسلمان وغیرہ سب ہی

بیاہ شادیوں پر پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں

بلکہ مسلمان تو چونکہ ہندو بنیوں سے سود لے
لے کر اخراجات کرتے رہتے ہیں۔ اس
لئے وہ جو کچھ کماتے ہیں ان کی وہ ساری
کمائی بنئے کے گھر ہی چلی جاتی ہے اور بنئے
بھی جو کچھ جمع کرتے رہتے ہیں وہ بھی ایک مثل
مشہور ہے۔
"بنئے کی کمائی بیاہ یا مکان نے کھائی"
وہ سب بیاہ شادی کے موقعوں پر اٹھا دیتے
ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کا سارا روپیہ بیاہ کے
موقعہ پر لڑکے والے لے جاتے ہیں اور وہ
اس طرح کہ ان میں رواج ہے کہ جب

بیاہ پر جاتے ہیں

لڑکے والے لڑکی والوں سے کہتے ہیں
بتاؤ کیا دو گے؟ چنانچہ بنگال کی طرف یہ
عام رواج ہے بڑے بڑے لوگ بلکہ چوٹی
کے خاندانوں میں جو ملک کے لیڈر ہیں
یا سر وغیرہ کا خطاب رکھتے ہیں وہ بھی جا
کر کہیں گے کہ دو گے کیا؟ اور بسا اوقات
کیا ہوتا ہے کہ لڑکے کو جس چیز کا زیادہ
شوق ہو وہ اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ مثلاً
اگر اسے موٹر کا شوق ہے تو وہ کہہ دے گا
مجھے موٹر لے دو یا اور جس چیز کی خواہش
کرے لڑکی والے مہیا کرکے دیتے ہیں۔
خواہ اس بیچارے میں اتنی طاقت نہ ہو
اور اگر وہ کہہ دے کہ فلاں مطالبہ کو پورا
کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں تو لڑکے
کہیں گے کہ اگر طاقت نہیں تو ہم تمہاری
لڑکی لینے کے لئے تیار نہیں جاؤ کسی
اور کو لڑکی دے دو۔ حتیٰ کہ بعض اوقات
نہایت تکلیف دہ حالات پیش آجاتے
ہیں چنانچہ کئی موقعوں پر تو لڑکیوں نے ایسی
باتوں سے تنگ آکر خودکشی کر لی

بنکم چیٹر جی ایک بنگالی مصنف

نے کئی ایسے واقعات لکھے ہیں۔ درحقیقت
یہ ہے کہ قوم کے لوگ ایسے کام کرتے
ہیں جن میں وہ اپنے اموال کو تباہ و برباد
کرتے ہیں وہ اپنی دنیاوی خواہشوں کے
مطابق خرچ کریں گے۔ مگر اس طریق پر
جسے ہر مذہب کے داناؤں نے پیش کیا
ہے نہیں چلیں گے۔ اسی طرح ہمارے
مسلمانوں کا حال ہے۔ ان میں بھی شادی
بیاہ کے موقعوں پر نہایت بے دردی سے
روپیہ اُڑا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام
نے نہایت

سادہ طریق پر شادیاں

کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ خود رسول کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی لڑکی کا
بیاہ دیکھو وہ کیسا سادہ تھا۔ مسجد میں
صحابہ جمع ہیں، رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی لڑکی حضرت
فاطمہ رض کا حضرت علی رض سے نکاح کا اعلان
فرماتے ہیں پھر چند عورتیں لڑکی کو رخصت
کرکے لانے کے لئے آپ کے گھر جاتی
ہیں۔ آپ نے دودھ کا پیالہ منگوایا اپنی
لڑکی داماد کو پلایا اور دعا کرکے لڑکی کو
رخصت کر دیا۔
اس کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکیوں کو
کچھ دینا ہی نہیں چاہیئے بلکہ اصل بات یہ
ہے کہ اس وقت رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حالت ہی ایسی تھی کہ آپ
نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ جیسی جیسی کسی کی
مالی حالت ہو ویسا ہی معاملہ کر لیا کرو۔
اسی طرح آجکل بڑی شان و شوکت
سے ولیمے کئے جاتے ہیں۔ خواہ اپنی حیثیت
اس قسم کے ولیموں کو برداشت نہ کر سکتی ہو
دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس موقعہ کے لئے کیا حکم دیا ہے۔
آپ فرماتے ہیں اولم ولو بشاۃ کہ
ایک بکری ذبح کرکے ولیمہ کر دو اور لوگوں
کو کھانا کھلا دو۔
اسی طرح مہر ہے لوگ اب اپنی حیثیت
سے بہت

بڑھ چڑھ کر مہر

باندھتے ہیں۔ بلکہ ہمارے ملک [illegible] میں
تو لاکھوں تک بھی مہر باندھے جاتے
ہیں۔ مگر وہ مہر صرف باندھے ہی جاتے ہیں
ان کے ادا کرنے کی کوئی نیت نہیں ہوتی۔
اس وقت جس نوجوان کا نکاح ہے ان کے
والد پیر اکبر علی صاحب کا نکاح بھی میں نے
ہی پڑھا تھا۔ اور اس میں مہر دس ہزار روپیہ
تھا۔ میں جب نکاح پڑھنے لگا تو میں نے
پیر صاحب سے کہا کہ اگر یہ مہر دینے کی
نیت ہے تو اتنا مہر باندھیں ورنہ کم کر دیں
اس پر وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے
کہا حضور اب میں نیت کرتا ہوں کہ یہ مہر
ضرور ادا کر دوں گا۔ شاید خدا نے ان کی
اس وقت کی نیت اور نیک ارادہ کرنے
کی وجہ سے بعد میں ایسے سامان پیدا کر دیئے
کہ انہوں نے دس ہزار روپیہ مہر ادا کر دیا
مگر لوگ تو ایسی حالت میں نکاح باندھتے
ہیں کہ وہ خود کنگال ہوتے ہیں اور گھر میں
کھانے تک کو کچھ نہیں ہوتا۔ یہاں تک
کہ نکاح کے وہ جوڑے بھی بنئے سے
قرض لے کر لاتے ہیں۔ مگر مہر دیکھو تو کیا
ہوگا تین گاؤں ایک ہاتھی۔ اتنے گھوڑے
اور اتنے روپے وغیرہ۔ میں نے خود تو
کوئی ایسا واقعہ نہیں سنا مگر

مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی

لکھتے ہیں جو میں نے پڑھا ہے کہ مہر میں
اتنی مکھیوں کے پر اور اتنے مچھروں کے
انڈے بھی شامل ہوتے تھے گویا یہ ان
کی بڑائی کا نشان ہوتا ہے اور ان کا خیال
ہوتا ہے کہ ادھر ہماری بیٹی کی شادی ہوئی
اور ادھر سارا ملک مکھیوں کے پر اور
مچھروں کے انڈے جمع کرنے میں لگ
جائے گا۔ مگر دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت آتی ہے
اور آکر کہتی ہے یا رسول اللہ میں اپنے آپ
کو حضور کے لئے ہبہ کرتی ہوں۔ آپ
فرماتے ہیں مجھے تو حاجت نہیں مگر ہم کسی
اور نیک مرد سے تمہاری شادی کرا
دیں گے۔ اسی مجلس میں سے ایک اور
شخص اٹھ کر عرض کرتا ہے یا رسول
اللہ مجھ سے کرا دیجئے۔ آپ نے پوچھا کچھ
پاس بھی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ
پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے کہا لوہے کی
انگوٹھی ہی سہی۔ معلوم ہوتا ہے وہ صحابی
بھی بہت ہی غریب تھا۔ اس نے کہا یا رسول
اللہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں آپ نے کہا
اچھا قرآن شریف کی کوئی سورتیں ہی یاد
ہیں؟ اس نے جواب دیا "ہاں" فلاں
فلاں سورتیں یاد ہیں آپ نے فرمایا۔
جاؤ قرآن کریم کی یہی سورتیں ہی مہر میں
یاد کرا دینا۔
درحقیقت

عورت کا مہر

اس لئے رکھا گیا ہے کہ بعض ضروریات
کو خاوند پوری کر دیتا ہے۔ لیکن بعض
ان سے بھی زائد ضرورتیں ہوتی ہیں جن
کو عورت اپنے خاوند پر ظاہر نہیں کر سکتی
پس وہ اپنے اس حق سے اپنی ضروریات
کو پورا کر سکتی ہے۔ اس لئے اسلام
نے مہر کے ذریعہ عورت کا حق مقرر کیا
ہے اور وہ خاوند کی حیثیت کے مطابق
رکھا ہے۔ مگر لوگ اتنا مہر باندھتے ہیں
کہ بعض اوقات خاوند کی ساری ساری
جائیداد سے بھی وہ مہر پورا نہیں ہوتا
اور اس طرح مقدمات ہوتے ہیں اور
اب تو عدالتیں اپنے دعووں میں نصف
مہر عورت کو دلا دیتی ہیں اور بعض مجسٹریٹ
اتنے بڑے بڑے مہروں کو دیکھ کر
ظالمانہ فعل کہہ دیتے ہیں۔ اور بعض
دفعہ مرد کی جائیداد سے دلا بھی دیتے
ہیں

اسی طرح ورثہ ہے

لوگ روپے کو اِدھر اُدھر اڑا دیں
گے یا بیاہ شادیوں پر لٹا دیں گے مگر
لڑکیوں کو ان کا جائز حق جو اسلام نے مقرر
کیا ہے نہیں دیں گے۔ شادیوں کے وقت اگر کہو
کہ اس قدر خرچ نہ کرو تو کہیں گے اگر ہم یہ خرچ
نہ کریں تو ہماری ناک کٹ جائے گی۔ مگر جب
لڑکی گھر سے جاتی ہے تو پہلے تو شاید ان
کی معمولی ناک ہی کٹتی۔ مگر اب چلتے پھرتے
اٹھتے بیٹھتے ہر روز ان کی ناک کٹ رہی ہوتی
ہے۔ یعنی جب سود خوار ان کے پیچھے پیچھے
پھرتے ہیں جب وہ عدالتوں میں مقدمات
لئے پھرتے ہیں۔ جب جائداد میں قرق ہو
رہی ہوتی ہیں تو اس وقت حقیقی طور پر
ان کی ناک

کٹ جاتی ہے

اگر نکاح کے وقت وہ ایسا نہ کرتے تو شاید
ان کی ناک کی چونچ ہی کٹتی یا نہ کٹتی مگر
اب تو سب کی سب کٹ جاتی ہے۔ لیکن
خدا تعالیٰ نے کہا یہ حکم کہ لڑکیوں کو ان کا حق
دو وہ پورا نہیں کریں گے اور یوں سب
کچھ تباہ و برباد کر لینا گوارا کر لیں گے مگر

خدا تعالیٰ کا احسان ہے

کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے ذریعہ پھر ہمیں ان قباحتوں
سے بچا لیا جن میں آج مسلمان مبتلا ہیں
گو ابھی یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہم سے کوئی بھی غلطی نہیں
کرتا۔ تاہم ہمارے اندر ایک خاصی تعداد
ایسے لوگوں کی ضرور ہے جو اسلامی تعلیم پر عمل
کر رہی ہے اور رسم و رواج کی ان قیود سے
آزاد ہو رہی ہے اور [illegible]
[illegible] ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت
میں پہلے بھی بہت سے لوگ ایسے تھے جو
لڑکیوں کو ورثہ دیتے تھے لیکن اب تو میں
نے پچھلے سال میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ
پر اپنی جماعت کو اس طرف خصوصیت سے
توجہ دینے کی ہدایت کی ہے۔ سب نے اقرار
کئے ہیں کہ وہ ضرور اسلامی تعلیم کے مطابق
لڑکیوں کو ورثہ دیا کریں گے۔ چنانچہ بہت سے
لوگ اپنے اقرار کے مطابق عمل کر
رہے ہیں۔ غرض

شریعت کا صحیح نمونہ ہماری جماعت میں موجود ہے

گو ابھی پورے طور پر نہیں مگر جتنے حصہ کے
پورا کرنے کی ہمیں توفیق ملی ہے۔ اس سے
اندازہ تو کیا جا سکتا ہے کہ ہم [illegible] کے
پورا کرنے سے بگڑے ہیں یا اچھے ہوئے
ہیں۔ اگر اچھے ہوئے ہیں اور پھر باقی حصے
پر عمل نہیں کرتے تو ہم ضرور اللہ
تعالیٰ کے سامنے زیادہ مجرم قرار پائیں
گے اور اللہ تعالیٰ [illegible] کہہ سکتا ہے کہ
جب تم لوگوں نے بعض حصوں پر عمل کر کے

میرے احکام کا میٹھا اور بعلدار ہونا دیکھ لیا تھا۔ تو پھر کیوں تم نے ان تمام احکام پر عمل نہ کیا؟

تو آدمی بہرحال کسی نہ کسی قید میں ہوگا خواہ وہ شرعی قیود کو اپنے اوپر وارد کرے یا خواہ اپنی مرضی سے رسم و رواج کی پابندیوں میں اپنے آپ کو جکڑ ڈالے۔ مگر وہ دفعہ ار کسی نہ کسی قید میں ہوگا۔ اور کسی قوم میں بھی اپنے کسی عزیز کی نسبت "مادر پدر آزاد" والی آزادی کو اچھا قرار نہیں دیا جاتا بلکہ کوئی اپنے لئے یہ لفظ بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ "مادر پدر آزاد" والی حریت" دراصل ایک گالی ہے کہ فلاں شخص اپنے اوپر کسی قسم کی بھی قید نہیں لگاتا

تو جب ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر کوئی نہ کوئی قید لگانی ہی پڑتی ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی طرح غلامی کرنی ہی پڑتی ہے۔ تو پھر کیوں نہ ہم

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی

اختیار کریں اور کیوں نہ ہم آپ کے فرمائے ہوئے احکام کی قیود کو اپنے اوپر وارد کریں۔ کیونکہ بڑے آدمیوں کی غلامی بھی تو ایسے اعلےٰ مقامات پر پہنچا دیتی ہے جہاں دوسرے لوگ پہنچنے سے قاصر ہوتے ہیں مثلاً ایک تحصیل دار ہے۔ اب بے شک تحصیلدار اپنی جگہ ایک بڑا آدمی ہے۔ لیکن جہاں ڈپٹی کمشنر کا بہرہ جا سکتا ہے کیا تحصیلدار وہاں جا سکتا ہے؟ پھر اور دیکھو ڈپٹی کمشنر جہاں خود جا سکتا ہے وہیں اس کا بہرہ بھی جا سکتا ہے۔ لیکن کئی مقامات پر ڈپٹی کمشنر نہیں جا سکتا مگر کمشنر کا بہرہ وہاں بھی پہنچ سکتا ہے۔

اسی طرح کمشنر کا بہرہ بھی صرف وہاں جا سکتا ہے جہاں خود کمشنر جا سکتا ہو لیکن کئی مقامات پر کمشنر بھی نہیں جا سکتا۔ مگر گورنر کا بہرہ وہاں بھی پہنچ سکتا ہے۔

تو بڑوں کی غلامی بھی انسان کو بڑا بنا دیتی ہے اور جب ہر انسان کو کسی نہ کسی کی غلامی لگی ہوئی ہے تو کیوں نہ ہم اپنی مرضی سے اپنے اوپر قید لگانے کی بجائے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیود ل کو

اپنے اوپر لگائیں اور آپ کی غلامی اختیار کریں جن کی غلامی سے ہمیں عزت حاصل ہوگی اور جن کی بڑائی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور بڑائی حاصل ہوگی ٭

(الفضل ۸/۹ ۲۱)

کیا مذہب بے حقیقت ہے؟

(بقیہ صفحہ اوّل)

جاتا تاہم تمام لوگوں کا رخ صرف ایک مقصد کی طرف ہو جاتا ہے یعنی تمام طاقتیں اس جدید مذہب کی حمایت میں کمربستہ ہو جاتی ہیں اور مذہب کی عظیم الشان طاقت کا راز اسی اصول کے اندر مضمر ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی جن قوموں نے کارہائے نمایاں کئے ہیں اسی قسم کے مذہبی انقلاب کے زمانے میں کئے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کی تاسیس اسی دور انقلاب میں ہوئی ہے۔ آنحضرت صلعم کے ابدی خیالات نے اسی طریقہ سے قبائل عرب میں اتحاد پیدا کیا اور ان لوگوں نے تمام قوموں کو زیر و زبر کر کے عظیم الشان سلطنت قائم کر لی۔"

(انقلاب الامم ص۱۳۲ مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ)

ڈاکٹر لیبان کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ مذہب اپنے اندر خاص جاذبیت اور روحانی طاقت رکھتا ہے پس وہ لوگ جو آج الحاد و دہریت کا شکار ہو رہے ہیں دیکھیں کہ کتنا وہ کش ہیں انہیں مذہب کی حقیقت کو سمجھنا چاہیئے ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اسلام میں ایک ہی فرقہ جنتی ہے اور وہ کونسا ہے؟

(از حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد):

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ایک اسلام مذہب کے "بہتر" فرقے کر دیں گے وہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے اور اس جنتی فرقے کی یہ نشانی بتائی کہ "ما انا علیہ واصحابی" یعنی جو کام میں اور میرے اصحاب کرتے ہیں۔ آنحضرت اور آپ کے صحابہؓ دن رات جو کام کرتے تھے وہ تبلیغ اسلام تھا۔ اس طرح اسلام میں جنتی فرقہ وہی ہے جو تمام جہان میں دن رات تبلیغ اسلام کرتا ہے۔ جنتی فرقہ خود خدا تعالیٰ نے ہر صدی میں قائم کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ صدی کے شروع میں ایک ربانی مجدد مبعوث فرماتا ہے اور اس کے ذریعہ سے تبلیغی فرقہ قائم کرتا ہے اسی طرح اس زمانے میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک عظیم الشان ربانی مجدد و مبعوث فرمایا ہے اور ایک تبلیغی و جنتی فرقہ قائم کیا ہے۔ یہ ربانی فرقہ دن رات تمام جہان میں تبلیغ کرتا ہے۔ اس کے تمام جہان میں مشن قائم ہیں۔ یہ بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر کرتے ہیں۔ قرآن مجید مختلف زبانوں میں شائع کرتے ہیں۔ اس طرح تبلیغ اشاعتِ اسلام کے لئے سالانہ لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ یہ فرقہ احمدی ہے۔ لاکھوں لوگوں نے اس کو مانا۔ ایسا کام کرنے والا دنیا میں اور کوئی فرقہ نہیں ہے۔ صرف ربانی فرقہ جماعت تبلیغی کام کر رہا ہے۔ پھر بھی جو لوگ تبلیغی اور ربانی فرقے کو قبول نہ کریں گے اور اسی حالت میں وفات پائیں گے تو وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق اپنی آخرت تباہ کریں گے۔ واسطے آخرت کا خوف رکھنے والے سوچیں اور جلد حق کو قبول کریں کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

اگست ۱۹۶۶ء   خاکسار عبد اللہ الہ دین (سکندرآباد - انڈیا)

نوٹ:- مندرجہ بالا مضمون حضرت سیٹھ صاحب نے عمدہ کاغذ پر بصورت اشتہار تبلیغ کی غرض سے شائع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر رنگ میں موجب برکت بنائے اور اس کے ذریعہ سعید روحوں کو ہدایت نصیب ہو۔

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عہدیداران ۳۰ر اپریل ۱۹۶۶ء تک منظور کئے گئے ہیں۔ (ناظر اعلیٰ)

حیدرآباد

۱۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد (دکن) آندھرا
۲۔ مکرم مولوی احمد حسین صاحب - نائب امیر " " "
۳۔ مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب - سیکرٹری دعوت و تبلیغ " "
۴۔ " " شمس الدین صاحب " تعلیم و تربیت " "
۵۔ " " سیٹھ معین الدین صاحب " امور عامہ و زراعت " "
۶۔ " مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی " مال و وصایا و تحریک جدید و وقف جدید "
۷۔ " " اعجاز حسین صاحب   آڈیٹر

سونا گلی

۱۔ مکرم چوہدری عبد القادر صاحب   پریذیڈنٹ و سیکرٹری مال جماعت سونا گلی علاقہ نائیں بنگرٹ
۲۔ " " محمد یوسف صاحب   جنرل سیکرٹری و امور عامہ " " " "
۳۔ " " مولوی محمد نذر احمد صاحب   سیکرٹری تبلیغ ساکن نائیں بنگرٹ

ولادت اور درخواست دعا

مورخہ ۱۹ر اگست کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگلپور کے ہاں دو لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا تولد ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی والدہ محترمہ نے لڑکے کی ولادت سے چند ماہ قبل کشفی حالت میں دیکھا کہ انکی گود میں چاند گرا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خاکسار سے اس کا مطلب دریافت فرمایا تو ناچیز نے تعبیر بتائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو پوتا عطا کریگا جو آپ کے لئے بابرکت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔ اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب کی والدہ محترمہ اور ڈاکٹر صاحب نے مبلغ ۱۰ روپے بطور شکرانہ ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں بچہ کی درازیٔ عمر اور صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار بشیر احمد خادم درویش مبلغ بھاگلپور

درخواست دعا

محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ نواب زادہ رشید الدین خان صاحب بنت حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کو گٹھیا کے علاج کے سلسلہ میں سونے کا انجکشن دیا گیا تھا جس کے سبب سے وہ ۱۸ گھنٹے سے زائد بے ہوش رہیں۔ اب طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ لیکن ہاتھ پاؤں میں بے حسی اور زبان کی لکنت ابھی تک باقی ہے۔ احباب کامل شفایابی کیلئے دعا کریں۔ (صاحبزادہ) مرزا وسیم احمد (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ضرورت رشتہ

مکرم حاجی محمد شریف صاحب آف کویت پرشین گلف بعض ضروریات کے ماتحت نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ ان کی پہلی بیوی موجود ہے اور اس سے دو بچے ہیں۔ دوسری بیوی خواندہ اور سمجھدار ہونی چاہئے تاکہ تبلیغی امور میں مدد کر سکے۔ خواہشمند احباب اس بارہ میں نظارت ہذا سے خط و کتابت فرمائیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد کے ایک مضمون پر محققانہ نظر!

از مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب پروپرائٹر آئیڈیل فارمیسی مظفرپور بہار

جیسا کہ ناظرین بدر کو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک شخص ادیب صاحب عثمانی نے ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد میں ماہ اپریل سے سلسلہ مضامین کا بسلسلہ جناب نیاز صاحب فتحپوری کے خلاف اس عنوان اور بناء پر لکھنا شروع کیا کہ علامہ موصوف نے اپنے چند مقالوں میں جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اپنے نیک خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ پہلی قسط کے اس حصہ کا جواب جس کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ سے تھا بدر کے ذریعہ عرض کر چکا ہوں۔ دوسری قسط میں سوائے علامہ موصوف کے خلاف سب وشتم کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ اب تیسری قسط میں پھر حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کی تکذیب میں قسم قسم کی نامعقول بحثوں بے بنیاد الزامات اور صریح کذب افترا سے کام لیا گیا ہے۔ اسلئے مضمون مذکور کی تیسری قسط پاسبان الٰہ آباد مجریہ جون سنہ ۱۹۶۰ء اس وقت زیر نظر ہے۔

٭ ٭ ٭

ناظرین نے ایک انیوں کے دوسرے انیوں کو ملامت کرنے کی کہانی تو سنی ہوگی اب ملاحظہ بھی فرمائیں مضمون نگار صاحب مذکور داور صاحب کراچی والے کو ملامت کرنے کے بعد علامہ نیاز سے مخاطب ہوئے ہیں:۔

قولہ۔ داور صاحب نے اپنے ایک خط میں قصر خلافت پر جو اعتراض کیا ہے وہ کچھ یوں ہی سی بات ہے بخصوصاً درون خانہ کے بارے میں جو کہ نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ لیکن آپ نے (علامہ نیاز) جو جواب دیا ہے وہ اس سے بھی گھٹیا اور فرسودہ ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ "عربی زبان میں پھوس کی جھونپڑی کو اور ایک کوٹھڑی بنا لینے کو بھی قصر کہتے ہیں" دانشوروں کے کسی قول کا خطوط وحدانی کے اندر حوالہ دینے پر بھی مضمون نگار تحریف لفظی سے باز نہ رہ سکے۔ ناقل) لہٰذا مرزا بشیر الدین صاحب کے مسکن کو قصر کہنا درست ہے۔ گویا ان کا مسکن حجاز مقدس میں واقع ہے۔ اہل ربوہ کی زبان عربی ہے یا یہ کہ جس وقت اس کی بنیاد پڑی عربی ڈکشنری دیکھ لی گئی تھی۔

———(۱)———

نیاز صاحب اگر عقبیٰ کا نہیں تو کم از کم شماتت ہمسایہ کا ہی تو خوف کیجئے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ جب کوئی لفظ کسی زبان میں آتا ہے تو وہ اپنے مقامی تصورات کے لحاظ سے ہی استعمال ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا کہ چونکہ قصر عربی زبان میں ایک جھونپڑی کو بھی کہتے ہیں لہٰذا مرزا بشیر الدین صاحب کی قیامگاہ کو قصر کہنا درست ہے ایک فریب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے

اقول حیرت ہوتی ہے کہ حق کے دشمن اپنے خیالات فاسدہ اور تصورات باطلہ میں بیٹھے کیا کیا موشگافیاں کرتے رہتے ہیں۔ جس شخص کو تھوڑی بھی حقیقت حال سے واقفیت ہوگی نہ معلوم وہ کون سے الفاظ سے ان کو یاد کرے گا۔ بعض ناواقف لوگوں کو کچھ دنوں کے لئے تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے مگر سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ داور صاحب نے قصر خلافت پر جو اعتراض کیا تھا وہ کچھ یونہی سی بات ہے خصوصاً درون خانہ کے بارے میں جو کہنا وہ نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ مگر عقل اور شرافت کے دشمنوں کو کیا کہا جائے کہ آپ جس کو درون خانہ فرما رہے ہیں وہ درون خانہ نہیں بیرون خانہ ہے۔ قصر خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ذاتی یا رہائشی مکان نہیں۔ یہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی دفتری عمارت ہے۔ جس طرح صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی اور ہندوستان کی ربوہ اور قادیان کے اپنے اپنے دفاتر اور محکموں کے لئے مختلف عمارتیں ہیں ویسے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دفتر اور عملہ کے لئے جو مکان صدر انجمن احمدیہ نے قادیان اور پاکستان میں بنوایا ہے۔ اس کو قصر خلافت کہتے ہیں۔ اور یہی (قصر خلافت) وہ مرکزی دفتر ہے جہاں سے ساری دنیا میں تبلیغ اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کا وسیع اور عالمگیر نظام چلایا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں بلی کے خواب میں چھیچھڑا۔

آپ نے خلافت اور پھر قصر کا نام سنا تو اپنے تصورات فاسدہ میں یہ سمجھ لیا کہ ضرور اندلس کے اخلاقی گراوٹ کے وقت کا القصرۃ الحمراء ہی ہوگا یا کم از کم آغاخانیوں اور آجکل کے بے فکر اور بے عمل پیروں اور گدی نشینوں کا سا عیش وعشرت کا ضرور ہوگا افسوس کہ ان لوگوں کے تصورات مذہبی اتنے بگڑ گئے ہیں کہ یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت جس کے دوبارہ قیام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمادی ہے پھر قائم ہو سکتی ہے

مضمون نگار موصوف نے اپنے خیال میں ایک بڑا ادبی نکتہ نکالا ہے کہ "جب کوئی لفظ کسی زبان میں آتا ہے تو اپنے مقامی تصورات کے لحاظ سے ہی استعمال ہوا کرتا ہے" تو صحیح ہی ہوگا۔ مگر ان نابلد نکتہ رس صاحب کو یہ نکتہ یاد نہ رہا کہ بعض اوقات بعض الفاظ کا استعمال تعظیماً و تکریماً بھی ہوتا ہے۔ اور استعمال کرنیوالوں یا سننے والوں کے مدنظر اس کے مقامی اور معروف تصورات نہیں ہوتے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ مسند آرائے خلافت، دربار نبوی، دربار خلافت، تو کیا اس وقت وہی مرصع تخت اور شاہی دربار عام یا خاص متصور ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایسے شخص کو جس نے اسلام کے نام پر شخصی حکومت کے خلاف اپنی اور اپنے خاندان کی عظیم قربانی سے بھی دریغ نہ کیا اسی کو شاہ اور شہید کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ میر انیس حضرت امام حسینؓ کی مدح فرماتے ہوئے کہ

عزیزوں کی مدح کرنا شہ کا شناخوار ہونا
مجرئی اپنی ہوا کھودوں سلیماں ہوا۔

حضرت ممدوح کو شہ اور خود کو ہما کہا ہے اس طرح کی ہزاروں مثالیں اردو ادب میں ملتی ہیں۔ مگر ان پر کوئی معترض نہیں ہوتا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یا جس وقت اس کی بنا پڑی تھی عربی ڈکشنری دیکھ لی گئی تھی بیشک مضمون نگار مذکور کے اپنے تو اپنے ماحول کے لحاظ سے یہ بات عجیب معلوم ہوگی مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ۔۔ نظام سلسلہ کے ماتحت جو

نام رکھتے ہیں اس میں کوشش یہی ہوتی ہے کہ یا تو اسلامی اصطلاحوں کی تجدید ہو یا حالات حاضرہ کے ماتحت نئے ناموں میں کم از کم عربی زبان کے الفاظ کی ہی ترویج ہو سکے۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے محکموں کے جتنے اعلیٰ عہدیدار ہیں ان کو ہم ناظر اعلیٰ ناظر دعوت وتبلیغ۔ ناظر امور عامہ۔ ناظر تعلیم وتربیت۔ ناظر بیت المال۔ وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں پھر تحریک جدید کے ماتحت جو اعلیٰ عہدہ دار ہیں ان کو وکیل التبشیر، وکیل التعلیم، وکیل المال وغیرہ کہتے ہیں۔ شاید مضمون نگار کو اس پر بھی اعتراض ہو کہ مقامی تصورات کے لحاظ سے تو ناظر اس کو کہتے ہیں جو سررشتہ دار کے ماتحت کچہریوں میں ملازم ہوتے ہیں۔ اور وکالت کا پیشہ تو عام اور معروف ہے۔ کیا ناظر اور وکیل وغیرہ کے الفاظ عربی زبان کی ڈکشنری دیکھ کر رکھے گئے تھے؟ پھر آپ نے قادیان میں ہمارے محلوں کے نام یہ ہیں:

دار الانوار۔ دار الرحمت۔ دار الفضل دار العلوم وغیرہ پھر ہجری سالوں کے قمری مہینوں کے نام تو خیر عربی ہیں ہی۔ ہجری سالوں کے شمسی مہینوں کے نام نہیں تھے۔ مگر ہم نے ابتدائے اسلام کے مشہور و مخصوص واقعات کے لحاظ سے شمسی مہینوں کے نام اس طرح رکھے ہیں مثلاً

جنوری کے مقابل پر = صلح
فروری کے مقابل پر = تبلیغ
مارچ کے مقابل پر = امان

علیٰ ہذا القیاس جو ہمارے اخبارات کے سرورق پر ہمیشہ درج ہوتا ہے اب ایسی جماعت پر جو اسلامی اصطلاحوں کے احیاء اور عربی زبان اور اس کے الفاظ کی ترویج کا عزم بالجزم رکھتی ہو۔ اس کی قومی عمارت کا قصر خلافت نام رکھنے پر اعتراض کرنا یا تو انتہا درجہ کی جہالت ہے یا انتہا درجہ کی خبث باطنی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقراٰن عربی وکلام اہل الجنۃ عربی۔ اسلئے واقعی ہمیں عرب اور عربی سے محبت ہے اور ہم انشاء اللہ ایک نہ ایک دن اسلام اور زبان عربی کو ساری دنیا میں جاری و ساری کر کے رہیں گے۔ ایمان کرلینے ہی پر تعجب ہو رہا ہے۔

ذرہ عشق محمدؐ ایں سوجانم رود
تنا ایں دعا ایں وردم عزم صمیم
(حضرت مسیح موعودؑ)

اس کے بعد مضمون نگار موصوف نے اس پر بحث کی ہے کہ علامہ نیاز نے جو بہشتی مقبرہ اور لفظ مرحوم و مغفور میں تطبیق قائم کی ہے وہ درست ہے یا نہیں ہمیں ان لفظی جھگڑوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ مگر مضمون نگار موصوف نے اس سلسلے میں بھی مخبرانہ شوشہ چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

قولہ: "ایک بہشتی مقبرہ قادیان میں بھی ہے جسے نبوی بانی جماعت نے بنایا تھا۔ اور اعلان ہوا تھا کہ جو لوگ اسمیں دفن ہوں گے قطعی طور پر جنتی ہیں۔ ساتھ ہی قبر کے لئے زمین کی قیمت بھی مقرر کی گئی تھی"

اقول۔ بہشتی مقبرہ پر کوئی اصولی اعتراض ہوتا تو ہم اس کا جواب عرض کرتے مگر یہاں بجائے کوئی اصولی اعتراض کے ایک افترا کیا گیا ہے۔ کہ قبر کے لئے زمین کی قیمت بھی مقرر کی گئی تھی اگر مضمون نگار صاحب کو ذرہ بھی صداقت کا پاس ہے تو وہ ہمارے لٹریچر سے ثابت کریں۔ ورنہ وہ غور کریں اور سوچیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرنے میں ان کو اور ان جیسے تمام مکذبین کو جھوٹ افترا اور اختراع سے کام لینے کی کیوں ضرورت پڑ جاتی ہے۔ کیا حق اور صداقت شعار جماعتوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔ مضمون نگار مذکور اور اس قبیل کے لوگ یہ شوشے اپنے اس پروپیگنڈے کی تائید میں چھوڑتے ہیں کہ قادیان میں جنت اور دوزخ ہے اور جیسا کہ آغاخانیوں کے بارے میں مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب کہ وہ معین رقوم کے بدلے جنت کے مختلف درجوں کے لئے تحریریں اپنے معتقدین کو دیتے ہیں۔ باوجود اس کے ان افترا پردازوں کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے دعوت اور ہمارے طریق منہاج نبوت پر اور ہمارے خلفاء خلفاء راشدین کی سنت پر اور یہ کہ ہر کام میں قرآن و سنت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ہم پیر پرستوں اور شجرہ و سجادہ کو قبر میں لے جانے والوں پر یا ان مسلمانوں پر جو خلفاء راشدین کے بعد بھی بادشاہوں کو خلیفۃ المسلمین مانتے اور ان کا خطبہ پڑھتے رہے ہیں مشابہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنا سوائے ناحق کوشی کے کیا ہو سکتا ہے۔

عجیب لطیفہ ہے کہ یہی لوگ ہیں ترکی کے آخری بادشاہ عبدالحمید خان کی خلافت کے لئے ہنگامے کرتے رہے۔ اس کی مدد کیلئے خلافت کمیٹیاں قائم کیں۔ اس کے نام پر چندے جمع ہوتے رہے۔ آج مصطفیٰ کمال کو جس نے اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ غازی کے لقب سے یاد کرتے ہیں ـــــ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔

قولہ: یہاں تک وہ باتیں تھیں جن کا تعلق آپ کے (یعنی علامہ نیاز) فریب کارانہ حسن خطاب سے تھا۔ اب وہ بات لیجئے جس کا مرکز مرزا صاحب کی ..... نبوت سے ہے .... آپ لکھتے ہیں کہ "اور یقیناً انہوں نے ایسے وقت میں دعوے کیا جب قوم کو ایک ہادی اور مصلح کی ضرورت تھی" سوال یہ ہے کہ ہدایت و اصلاح کس باب میں مقصود و منظور تھی۔ معتقدات میں یا اعمال میں۔ اگر معتقدات میں کہئے تو سارے کے سارے وہی ہیں جو پہلے سے چلے آ رہے ہیں سوائے اس کے کہ مرزا صاحب رسول تھے جن پر رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اگر اسی کے لئے وہ مبعوث ہوئے تھے تو یہی وہ گمراہی ہے جو چودہ سو برس سے چلی آ رہی ہے۔ کوئی عہدی گمراہی نہیں تھی۔ جس کے لئے وقت کی خصوصیت و تعیین لازم ہو۔ تب دوسرا گوشہ اعمال کا رہ جاتا ہے سو یہاں بھی کوئی بات ایسی دکھائی نہیں دیتی جو مرزا صاحب کی اس وقت طلب کرے جس وقت وہ آئے تھے۔ یہ سارے مسائل زمانے کے لحاظ سے بہت پرانے اور شدت کے لحاظ سے اس وقت تک زیادہ شدید ہیں۔

اقول۔ مضمون نگار مذکور نے اپنے انکار و تکذیب کے لئے دو بہانے بنائے ہیں۔ ایک معتقدات اور دوسرے اعمال۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر معتقدات میں کہئے تو سارے کے سارے وہی ہیں جو پہلے سے چلے آ رہے ہیں۔ سوا اس کے کوئی فرق نہیں کہ حضرت مسیح نے یہ دعوے نہیں فرمایا کہ میں شریعت اسلامیہ کے کل یا بعض حصہ کی منسوخی یا ترمیم کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ بلکہ آپ کا دعوے ہی یہی ہے کہ میں احیاء دین اور اشاعت شریعت اسلامیہ کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ شرع محمدی میں سرمو فرق کرنا اباحت و بدعت یقین کرتی ہے۔ مگر جہاں تک عام مسلمانوں کے معتقدات کا تعلق ہے اور اس میں جتنا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے اس کی کوئی حد نہیں۔ نمونۃً الہ آباد کا رسالہ پاسبان الہ آباد جس کو مسلمانوں کی سب سے بڑی اکثریت کی نمائندگی کا دعوےٰ ہے کے مستقل عنوان "باب الاعمال والنقوش" کے تحت عقائد مشرکانہ اور اوہام باطلہ کا مطالعہ فرمایئے۔ اور مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب کا نوحہ پڑھئے اور ماتم کیجئے۔

اس کے علاوہ ہر فرقہ ایک نیا مسلک اور نیا تصور بنائے بیٹھا ہے۔ قرآن و حدیث سے ان کا حقیقی تعلق ہی نہیں۔ موجودہ مسلمانوں کے ان تمام معتقدات کو جو انہوں نے از خود بنا لئے ہیں۔ بیان کیا جائے تو ایک دفتر چاہیئے۔ حتیٰ کہ خدا، کتاب، فرشتہ، قیامت، دوزخ، جنت وغیرہ کے متعلق ان کا عجیب و غریب تصور اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ غیر اقوام کے سامنے اپنے معتقدات کے مطابق اسلام کو پیش کرنے سے شرماتے ہیں۔ اور علاوہ اور وجوہات کے ایک وجہ یہ بھی ہے جو وہ غیروں میں اشاعت اسلام کی ہمت نہیں پاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان خیالات فاسدہ و معتقدات باطلہ کی بدلائل اصلاح فرما کر حامیان اسلام کو ایسی مصفیٰ اسلامی تعلیم سے سرفراز فرمایا کہ وہ آج بھرپوری جرأت ایمانی کے ساتھ تمام اوہام باطلہ کا مقابلہ کامیاب طریقے پر کر رہے ہیں۔ اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلہ پر دلائل کے میدان میں ٹھہر سکے۔ یہ محض لاف زنی نہیں ہمارے مخالفین کو بھی اس کا برملا اعتراف کرنا پڑتا ہے باقی مضمون نگار مذکور کا موجودہ زمانے کے مسلمانوں کے اوہام باطلہ کی نسبت یہ لکھنا کہ یہ عہدی گمراہی نہیں بلکہ یہ وہ گمراہی ہے جو چودہ سو برس سے چلی آ رہی ہے صلحاء امت اور بزرگان سلف پر ناپاک اتہام ہے۔ اگر نعوذ باللہ سلف صالحین آجکل کے مسلمانوں ہی کی طرح اوہام باطلہ میں مبتلا ہوتے تو کب کا اسلام نابود ہو چکا ہوتا (العیاذ باللہ)

اس کے بعد مضمون نگار صاحب فرماتے ہیں کہ دوسرا گوشہ اعمال کا رہ جاتا ہے۔ سو یہاں بھی کوئی ایسی بات دکھائی نہیں دیتی جو مرزا صاحب کو اس وقت طلب کرے۔ اگر مضمون نگار مذکور کو کوئی ایسی بات دکھائی نہیں دیتی تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ کذالک قال الذین من قبلھم ما تشابھت قلوبھم۔ اور مکذبین و منکرین ماموریت نے ہمیشہ ہی ایسی باتیں کہی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ قرآن حکیم نے ایسے لوگوں کا قول نقل فرمایا ہے نوح علیہ السلام کے عہد کی بات ہے۔ فقال الملأ الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا مثلنا وما نراک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا بادی الرای وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کذبین۔ (پ ۱۲ ع ۳)

یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح کے آدمی ہو۔ اور بظاہر تمہارے ماننے والے تو ہماری ظاہری نگاہ میں بالکل نکمے اور ذلیل آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ہم کو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس سے تم کو ہم پر فضیلت حاصل ہو۔ بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اسی کے مطابق مضمون نگار جیسے مکذبین صداقت اپنے بغض و عناد کی وجہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے لائے گئے روحانی انقلاب کو دیکھ نہیں سکتے یا پھر "یکتمون الحق" کا گوشہ اختیار کرتے ہوئے اس کو دنیا کی نظروں سے چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مگر چاند پر خاک اڑانے سے کیا بنتا ہے۔ دنیا شریفوں اور حق پسندوں سے خالی نہیں۔ ایسے لوگوں کے اگر تازہ حوالجات ہی جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے (باقی)

دعائے مغفرت

افسوس میری چچی صاحبہ اہلیہ خواجہ عبدالغنی صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بانڈی پورہ مورخہ ۱۳ ستمبر کو ۶۰ سال کی عمر میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت سی [illegible] کی مالک تھیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار کی والدہ صاحبہ محترمہ کی بھی طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے انکی صحت کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار غلام محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بانڈی پورہ

مختلف مقامات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

پونچھ میں سیرت النبیؐ کا جلسہ

حال ہی میں مسلمانانِ پونچھ کے سامنے جب محافلِ میلاد اور جلسۂ میلاد النبی صلعم کے مبارک دن کے منانے کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ تو مکرم بابو محمد رمضان صاحب پریذیڈنٹ اوقاف کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ باہمی متنازعہ فیہ مسائل کو ملحوظ رکھنے کے باوجود اگر ہم مسالِ میلاد النبی صلعم کو اکٹھے ہو کر منائیں تو میرے خیال میں نہایت موزوں رہے گا۔ چنانچہ اس عمدہ تجویز کو بغیر حیل و حجت سب نے قبول کیا۔ اور ایک ہی سٹیج سے شیعہ سنی احمدی جماعتوں کے مقررین کو سیرت نبی کریم صلعم بیان کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

چونکہ پونچھ کے قدیم رواج کے پیشِ نظر یوم میلاد سے قبل محافلِ میلاد قائم کی جاتی ہیں۔ جن میں بلاناغہ نعت خوانی اور تقاریر ہوتی ہیں۔ یہ پروگرام ہر شام کو ۲ گھنٹے کے لئے ہوتا ہے۔ لہذا خاکسار کو بھی جملہ محافل میں متعدد تقاریر کا موقعہ نصیب ہوا۔ اور اس طرح سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے عوام کو روشناس کیا۔ مولوی غلام نبی صاحب مدرس حنفی، حکیم غلام نبی صاحب جماعتِ اسلامی۔ شیخ محمد عبد اللہ صاحب جعفری۔ وغیرہما مقررین نے بھی عمدہ اور خوبصورت تقاریر سے ان مجالس کو رونق بخشی۔

۲۶ ستمبر ۱۹۶۱ء کو میلاد النبی صلعم کا عام اجلاس تھا۔ جس میں غیر مسلم حضرات کو بھی مدعو کر کے چیدہ احباب نے تقاریر کیں۔ حسب تجویز کمیٹی خاکسار نے سیکرٹری سٹیج کے فرائض انجام دیئے اور حسب پسند جلسہ و جلوس کے انتظامات کئے۔

خدائے بزرگ و برتر کی شان و رنہاں فتنوں کا تصرف ملاحظہ ہو کہ گذشتہ سال مکرمی امینی صاحب مبلغ اسلام جب پونچھ تشریف لائے تھے۔ تو ان کی پُر تاثیر والی تقریر کو عام مسلمانوں نے پسند کر کے مکرمی امینی صاحب سے مسجد جامع پونچھ میں مزید ایک تقریر کرنے کی استدعا کی۔ چنانچہ اوقاف کمیٹی کی طرف سے اعلان بھی کیا گیا تھا کہ رات کے ۹ بجے مولینا صاحب موصوف مسجد جامع پونچھ میں تقریر فرمائیں گے۔ مگر مولوی فیروز الدین صاحب دیوبندی نے اس اعلان کی مخالفت کی اور کہا کہ "میں اس مرزائی مولوی کو ہرگز اس مسجد میں نہیں آنے دوں گا۔ اور مسجد کو پلید ہونے سے بچاؤ رکھا" آخر کمیٹی کو مولینا صاحب کی تقریر کا مسجد بگیا ہال میں انتظام کرنا پڑا۔ مگر آج اسی مسجد میں خاکسار کو بحیثیت سیکرٹری سٹیج، خدمت سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ اور ان ہی مولوی صاحب نے اپنی تقریر کے لئے مجھ سے زائد وقت مانگا مگر باوجود کافی زائد وقت مل جانے کے وہ دس منٹ بھی نہ بول سکے!! فاعتبروا یا اولی الابصار۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حقیقی معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار خواجہ محمد صدیق فانی از پونچھ

بھدرواہ میں جلسہ سیرت النبی صلعم

مورخہ ۲۶ ستمبر بروز اتوار جماعت احمدیہ بھدرواہ کی طرف سے زیر صدارت منشی عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری مال احمدیہ مسجد بھدرواہ کے بالائی حصہ کے وسیع ہال میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد دو مقامی نوجوانوں نے مل کر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی مشہور نظم

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

نہایت خوش الحانی سے سنائی۔ اس وقت حاضرین جلسہ بھی ساتھ ساتھ علیک الصلوٰۃ علیک السلام کا ورد کرتے رہے۔

ازاں بعد اطفال الاحمدیہ کے ایک گروپ نے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام پڑھ کر سنایا۔

ازاں بعد مقامی مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم عبد الحفیظ صاحب نے بعمر ۱۵ سال نے ۵ منٹ تقریر کی۔ اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں غلاموں پر، مستورات پر۔ اور کائنات کی ہر مخلوق پر احسانات کئے ہیں وہاں اس عظیم الشان نبیؐ نے ہم بچوں کو بھی نہیں بھلایا۔ ہماری تربیت اور ہمارے حقوق بھی مقرر فرمائے۔ اور ہمارے والدین کو اس بات کے لئے پابند کیا ہے کہ وہ ہماری صحیح تربیت اور پرورش کر کے ہمیں اچھے مسلمان بنائیں۔ اسکے بعد ملک عبد الرحمٰن صاحب نے بھی سیرت طیبہ پر تقریر کی۔ خواجہ محمد ابراہیم صاحب نون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام آنحضرت صلعم کی مدح میں سنایا

بھدرواہ میں ایک تبلیغی جلسہ

مورخہ ۱۲ راگست ۱۹۶۱ء کو جماعت احمدیہ بھدرواہ کے زیر اہتمام ایک پبلک جلسہ چوک سائیں صدیق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں زیر صدارت مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب ڈار معلم وقف جدید متعین بھدرواہ عمل میں آیا۔ اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں غیر مبائعین نے بھی تعاون کیا۔ ابتدائی تلاوت قرآن کریم کے بعد مجلس اطفال الاحمدیہ کے چند بچوں نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم درثمین سے سنائی۔ ازاں بعد خواجہ عبد الغنی صاحب میر سیکرٹری تعلیم و تربیت نے بھی درثمین سے کلام مسیح موعود علیہ السلام خوش الحانی پڑھ کر سنایا۔ مکرم ماسٹر عبد الکریم صاحب نے آیت کریمہ یا

حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

کی روشنی میں ایک گھنٹہ تک صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر دلائل پیش کئے۔ اور قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے وفات مسیح ناصری علیہ السلام کو ثابت کیا۔ موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور قرآنی معیارات کو واقعات کی روشنی میں پیش کر کے بتایا کہ اگر ہم لوگ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی کا انکار کریں تو قرآن مجید کے ان ارشادات کی (نعوذ باللہ) تکذیب لازم آتی ہے۔ جن میں صادق اور کاذب مدعی الہام کا مابہ الامتیاز واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حاضرین جلسہ نہایت سکون کے ساتھ آخر وقت تک تقریر سنتے رہے۔ اس کے بعد چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب اسسٹنٹ ڈپٹی رجسٹرار ڈسٹرکٹ ڈوڈہ نے مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام سے صداقت مسیح موعود بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے بیرونی ممالک میں شاندار تبلیغی مساعی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق قرآن اور عشق رسول علیہ السلام کو واضح کیا اور مخاطبین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ آخر میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور صدارتی تقریر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پیغام صلح کے پیغام کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس طرح سوا دو گھنٹہ کی پرسکون کارروائی کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ اس موقعہ پر بھدرواہ کالج کے طلباء۔ عام ہندو اور مسلمان سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوئے جلسہ نہایت پر رونق اور کامیاب رہا۔

خاکسار عبد الغنی میر
سیکرٹری دعوت و تبلیغ بھدرواہ

مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب ڈار معلم وقف جدید نے سیرت پاک پر ایک پُراثر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلعم کامل اور مکمل شریعت لائے۔ جس پر ایمان لانے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اس کے بعد ماسٹر عبد الکریم صاحب نے اپنی ایک گھنٹہ تقریر میں بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کیا گیا ہے مقرر نے اسلامی بھائی چارہ اور اسلام کے قائم کردہ صحت مند سوشلزم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ تقسیم دولت اور اقتصادیات کے جن پیچیدہ مسائل نے اس وقت ایک دنیا کو پریشان کر رکھا ہے وہ آپ کی مبارک تعلیم میں نہایت عمدگی سے حل کئے ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ ساری دنیا انہیں سے روشنی حاصل کرنے پر مجبور ہوگی۔

بالآخر صدارتی تقریر کے بعد اور دعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار
عبد الغفار گنائی
سیکرٹری امور عامہ
بھدرواہ (کشمیر)

اننت ناگ میں جلسہ سیرت النبی صلعم

جلسہ کیلئے گاؤں کے بارہ معزز حضرات کو دعوتی کارڈ ایک دن قبل بھیجے گئے چونکہ طبقہ سارے کا سارا کاشتکار ہے اسلئے مناسب وقت بعد نماز ظہر رکھا گیا۔ زیر صدارت مکرم محترم علی محمد خان صاحب کرایا گیا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی اور بعد نظم عزیزم احسان احمد صاحب نے پڑھی "اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے"۔ اسکے بعد محترم جمشید خان صاحب سیکرٹری مال نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات طیبہ پر تقریر کی اور بعد میں مکرم ایاز احمد نے نظم پڑھی اور اسکے بعد مکرم زمان احمد خان صاحب نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے اور بتایا کہ صحابہ کرام میں کتنا ایمانی جذبہ تھا۔ بعد میں خاکسار نے ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات طیبہ اور اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی اور بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و[illegible]

۔ وسلم کے اسوہ حسنہ کو بیان کیا کہ ہمیں جہاں تک ہو سکے آپکے نمونہ پر چلنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا ۔ اور بعد دعا کے جلسہ برخواست کیا جلسہ میں احمدی احباب اور احباب علاوہ احمدیوں [illegible]

مطبوعات

چراغِ سحر

مندرجہ بالا عنوان سے اخبار پرتاپ جالندھر کی ایک تازہ ترین اشاعت میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے متعلق حارث کرشن کا ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس کا ایک ایک فقرہ بڑا ہی قابل غور اور عبرت انگیز ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا تاثر دوسری جگہ ملاحظہ کیا جائے (بدر)

"جس شخص کو متحدہ پنجاب میں خطیب الامت۔ امیر شریعت۔ خطیب اعظم اور امیر احرار کہا جاتا تھا۔ جس کی تقریروں پر لوگ جھوم اٹھتے تھے جو انہیں ہنسانا بھی جانتا تھا اور رلانا بھی جس کی آواز میں ایسا جادو تھا کہ لاکھوں کو مجمع مسحور و مبہوت بیٹھا رہتا تھا اب پاکستان میں اپنے دن کس طرح کاٹ رہا ہے؟ یہ پاکستانی معاصر "کوہستان" کے سٹاف رپورٹر سے سنئے:-

"وہ ملتان کے ایک چالیس روپیہ ماہوار کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اتنی گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہے کہ محلہ والوں سے پوچھیے کہ بخاری کہاں ہے؟ تو وہ سر ہلا دیں گے۔ جوں جوں وہ زندگی کا سفر طے کر رہا ہے سارے رشتے آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں۔ بخاری اب زندگی کے افق کی ایک شفق ہے۔ جسے نہ جانے کب موت کی سیاہی پاٹ جائے۔ زندگی اس کا ساتھ چھوڑنے کو ہے۔ ذیابیطس کا مرض ہے بڑھاپے نے اس سے سب کچھ چھین لیا۔ حتیٰ کہ قوتِ گویائی بھی ختم ہو گئی ہے۔ اور اب وہ نظر کی کمزوری کی وجہ سے کسی کو نہیں پہچانتا۔ اور احباب اسے قصۂ پارینہ سمجھ کر فراموش کر چکے ہیں۔ میں نے ان سے ان کی صحت کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ ذیابیطس کے ساتھ فالج کی بھی شکایت ہے ——

چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

اس کے بعد سر نیوڑھائے بیٹھے رہے میں نے بات کرنا چاہی تو کہنے لگے۔ دعا کرو قبر کے لئے زمین نصیب ہو جائے۔ رہنے کے لئے گھر تو نہیں ملا۔"

اس کے بعد معاصر کا نامہ نگار لکھتا ہے:-

"ایک زمانہ تھا کہ شاہ صاحب کے گرد ہر وقت عقیدتمندوں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ اب زورِ بیان ختم ہو گیا تو سب ساون کے بادلوں کی طرح چھٹ گئے ہیں۔ کچھ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور جو باقی رہ گئے وہ زمانہ کے تقاضوں کے ساتھ بدل گئے اب بڑھاپے کا یارا نہ رہ گیا ہے اور وہ بھی نہ جانے کب ٹوٹ جائے۔"

کیسا حسرتناک انجام ہے یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا؟"

(پرتاپ جالندھر ۹/۱۸)

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا حسرتناک انجام

(بقیہ صفحہ ۲)

جلسہ میں ان کے ایک شاعر نے کہا تھا کہ

جیسے کہ عمارت کھڑی اٹ رہتی تھی
اب ہوں کرنی ہی مسمار یہ عمارت آیا

مگر زمانہ نے بتا دیا کہ اس طور پر دیکھنے والے کی اپنی نظر کا دھوکا تھا وہ عمارت آج بھی اپنی جگہ کھڑی ہے مگر اس کے گرانے والوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ اور احرار کا اخبار آج بعد حسرت و یاس جماعت احمدیہ کی مضبوط پوزیشن کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔

جہاں تک بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کر مختلف قسم کے عوارض میں مبتلا ہو جانے کا تعلق ہے جسے یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ مگر کسی وقت بڑی شہرت اور عظمت کے مالک کی زندگی کے آخری وقت میں ایسی کس مپرسی اور گمنامی کی حالت یقیناً باعث عبرت ہے۔

اسلامی تعلیم کے مطابق مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی جہاں تمام نوع انسان کے لئے پاک نمونہ ہے۔ وہاں ایک اور پہلو سے آپ کی پاک سیرت صالح کو طالح سے ممتاز کرنے کی کسوٹی ہے۔ آپ کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

کہ آپ کا ہر بعد میں آنے والا زمانہ پہلے سے زیادہ خیر و برکت کا حامل ہوگا۔

یہ معیار ایک اعلیٰ اور اکمل ہے کہ صلحائے امت سے لے کر زمرہ انبیاء تک اس پر پورے اترتے ہیں۔ اب اس کی روشنی میں دیکھنے والا ہر محقق اچھی طرح اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسا انجام پانے والوں کی رب العزت کی بارگاہ میں کیا کچھ قدر و منزلت ہے اور کیا ایسی صورت ہر سمجھدار انسان کی آنکھیں کھولنے اور اس کی اپنی منزل کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی نہیں؟

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ ستمبر سنہ ۶۰ء میں ختم ہے

- ۱۵۹۰۔ مکرم مسٹر محمد صاحب مدراس ۲
- ۱۵۹۱ مکرمی داؤد احمد صاحب عرفانی وارنگل
- ۱۵۹۴ ایس۔ ایم احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی
- ۱۷۰۲۔ بیگم ایم آئی بیگ صاحب کربانی
- ۱۷۰۳ حکیم محمد رمضان صاحب تلاکور
- ۱۷۰۵ ″ محمد شمس الدین صاحب کلکتہ ۱۲
- ۱۷۰۶ ″ محمد ابراہیم احمدی سلواہ
- ۱۷۰۷ ٹانٹو ٹریڈرز کلکتہ
- ۱۷۸۴ ″ عبد الحلیم صاحب دیودرگ
- ۱۰۴۸ ″ سیٹھ غلام قادر صاحب شرق سکندر آباد
- ۱۵۷۲ ″ شیخ نبی اسمٰعیل صاحب حیدرآباد
- ۱۶۸۸ ″ عبد الرحمٰن صاحب بہوروواہ
- ۱۵۵۴ مرزا امیر بیگ صاحب نیض صاحب
- ۱۷۹۱ ″ محمد صاحبزادہ خان صاحب کانپور
- ۱۷۹۲ ″ سیٹھ محمد معین الدین صاحب محبوب نگر
- ۱۷۹۴ ″ سیٹھ محمد احمد صاحب کرنول
- ۱۷۹۳ ″ سیٹھ محمد معین الدین صاحب حیدرآباد
- ۱۷۹۷ ″ سراج احمد صاحب ″
- ۱۸۰۶ ″ مکرمی عبد الحمید صاحب مجود سرینگر
- ۱۳۸۵ ″ محمد عبد الرزاق صاحب بمبئی
- ۱۹۵۴ ″ ایم سلیمان صاحب ″
- ۱۹۶۱ ولی محمد صاحب اروڈی گھاٹ
- ۱۹۶۳۔ محمد پاشو میاں صاحب منڈا ڈیل
- عبد الحمید صاحب اوسکور
- ۱۹۶۷ ″ حکیم غلام محمد صاحب منڈی
- ۱۵۸۷۔ ڈاکٹر محمد لطیف صاحب بے پور
- ۱۴۵۴ ایم کریم خان صاحب شموگہ
- ۱۵۸۸ ″ سید مدار صاحب ″
- ۱۱۴۴ احمد جی صاحب شاہ گراہ
- ۱۹۳۴ منشی فیروز الدین صاحب جموں
- ۱۵۸۷ ارمان علی خان صاحب احمد آباد
- ۱۹۶۰ محمد بشیر الدین صاحب مسری رانگاپور
- ۱۹۷۷ انچارج صاحب بیڑی فیکٹری دھواڑہ
- ۱۹۷۸ ″ ″ ″ دوکھنور
- ۲۰۰۷ محمد عثمان نور صاحب ماچپور
- ۲۰۰۸ محمود علی صاحب ″
- ۲۰۰۹ آئی ایم خان صاحب موسٹی بنی مائنز
- ۲۰۱۰۔ عبد الموحد صاحب آسنور
- ۲۰۱۱۔ عبد الوہاب صاحب وینز یال پور
- ۲۰۱۲۔ ڈاکٹر محمود عالم صاحب پودکوٹ
- ۱۷۱۱۔ غلام مصطفیٰ احمد صاحب کنوا پال

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم عبد اللطیف صاحب ملکوی مولوی فاضل ان دنوں لاہور (پاکستان) میں کاغذ کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کی درخواست ہے کہ احباب جماعت ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ اور خاتمہ بالخیر کرے اور وہ دنیا میں اپنا اور اپنے رسول کریمؐ اور کلام پاک کا نام بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ مکرم سید انوار الحق صاحب جو ایک عمر دراز مخلص احمدی ہیں مرض ٹائیفائیڈ میں مبتلا رہیں۔ مکلی درویشان قادیان و بزرگان جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید محمد احمد سپرد نشل امیر اڑیسہ

۳۔ خاکسار کے ایک مخلص دوست محمد شریف (احمدی) نے میٹرک کرنے کے بعد ٹریننگ بھی پاس کرلی ہے لیکن ابھی تک بے روزگار ہے اُن کے لئے باعزت و بابرکت روزگار اور دین و دنیا کی بہتری کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے خاک۔ عبد الغنی سیکرٹری تبلیغ سکنہ مگولو

۴۔ خاکسار اپنے شامتِ اعمال کے باعث ۲۸ سال سے متعدد دردناک امراض اور بیسیوں جانگداز عوارض میں مبتلا رہے۔ سر دست تنفس دق سینہ کے درد سے بیتاب ہے حالت ناگفتہ بہ ہے۔ نیز خاکسار کی اہلیہ مسماۃ شمس بی صاحبہ بھی بیمار ہیں دعا ہے کہ باری تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہم دونوں کو شفاء عاجلہ و صحت کاملہ عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔ (آمین)

خاک۔ مشتاق احمد عفر اللہ لہ
بھیمپور (اڑیسہ)

۵۔ میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ عمر ۲۶/۲۷ سال ہے شادی شدہ ہیں عرصہ دو بچیاں پیدا ہوئیں نرینہ اولاد کوئی نہیں احباب جماعت سے بڑی دردمندی کے ساتھ درخواست دعا ہے کہ نرینہ اولاد اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے۔ آمین [illegible]

تحریک درویش فنڈ

میں

وعدہ کرنے والے احباب کے نام

جن دوستوں کی طرف سے چندہ تحریک درویش فنڈ میں وعدوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان کی پہلی فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے والے احباب کو اپنے فضلوں سے نوازے اور انہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن احباب جماعت نے تا حال اس میں حصہ نہیں لیا اُن کو بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی سعادت بخشے۔

اب تک جو وعدے وصول ہوئے ہیں کل میزان متوقع سالانہ بجٹ آمد کے مقابل پر بہت کم ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جن دوستوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہ لیا ہو وہ بھی جلد اس میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ اس تحریک کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا اور صرف ایک قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لائیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں۔ اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔"

فہرست وعدہ کنندگان مع رقوم موعودہ برائے درویش فنڈ بابت سنہ ۶۰ء

مکرم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب ابن سیٹھ حاجی احمد صاحب یادگیر ۱۱۱۱/-
" الیاس صاحب " ۲۱۶/-
" نعمت اللہ صاحب غوری " ۲۰۳/-
" رحمت اللہ غوری صاحب " ۱۰۵/-
" محمد عبد اللطیف صاحب " ۱۰۱/-
" محمد عثمان صاحب پرنس " ۱۱۰/-
" غلام حسین صاحب " ۱۱۰/-
محترمہ رسول بی بی صاحبہ " ۱۰۰/-
" خواجہ بیگم صاحبہ " ۱۱۰/-
" احمدی بیگم صاحبہ " ۱۱۰/-
" محمودہ بیگم صاحبہ " ۱۰۰/-
" فاطمہ بیگم صاحبہ " ۱۰۰/-
" امۃ السلیم بیگم صاحبہ اہلیہ نعمت اللہ صاحب غوری " ۱۰۰/-
" یاسمین بنت سیٹھ محمد الیاس صاحب " ۱۰۰/-
" مبارک احمد صاحب یادگیر ۱۰۰/-
" محمد اسماعیل صاحب غوری " ۵۰/-
" محمد رشید احمد صاحب ٹیلر " ۲۰/-
" فاروق احمد صاحب نیر گر " ۱۵/-
" محمد عبد الحفیظ صاحب گلبرگہ ۱۵/-
" محمود غوری صاحب یادگیر ۱۰/-
" نذیر احمد صاحب مرچنٹ " ۱۰/-
" عبد الحبیب صاحب گلبرگہ ۱۰/-
" بشیر احمد صاحب " ۵/-
" بشیر الدین احمد صاحب یادگیر ۵/-
" محمد ادریس صاحب " ۱۰/-
" عبد الرحیم صاحب کرنولی " ۵/-
" فیض احمد صاحب شحنہ " ۵/-
" محمد حسن صاحب گتہ دار " ۵/-

مکرم بشیر احمد صاحب ٹیلر یادگیر ۵/-
" شیخ چاند میاں صاحب " ۵/-
" نثار احمد عبد السلام صاحب " ۵/-
مکرمہ بشیرہ بیگم صاحبہ " ۵/-
" رشیدہ بیگم صاحبہ " ۵/-
" عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ حفیظ صاحب گلبرگہ ۵/-
" محمد خواجہ غوری صاحب یادگیر ۸/-
" شیخ چاند میاں صاحب ہلوگہ " ۲/-
مکرمہ محبوب بی صاحبہ اہلیہ فیض احمد صاحب " ۲/-
" رحمت اللہ صاحب گڈے " ۲/-
" عبد الغفار صاحب نیر گر " ۲/-
" میر عالم صاحب " ۱/-
" محمد عثمان صاحب بنگڑی " ۱/-
" نصرت اللہ صاحب غوری " ۱/-
" شیخ امام صاحب گرمالی " ۱/-
" محمد امام صاحب غوری " ۱/-
" معین الدین صاحب موٹا " ۱/-
" عبد الرؤف صاحب ضیا " ۱/-
" محمد محسن صاحب شحنہ " ۱/-
" غلام احمد صاحب گلبرگہ " ۱/-
" شیخ چاند صاحب عطار " ۱/-
" عبد الغنی صاحب کھدر " ۱/-
" پیر محمد صاحب لاڑجی " ۱/-
" ذاکر احمد صاحب " -/۸/-
" عبد العظیم صاحب گلبرگہ -/۸/-
" محمد علی صاحب گڈے " ۱/-
" قریشی محمود احمد صاحب ابلیل تیماپور ۱۰/-

مکرم احمد حسین صاحب سعیدی وکیل شورا پور ۱۰۰/-
" نور الدین صاحب وکیل " ۵۰/-
" مبارک احمد صاحب وکیل تیماپور ۲۵/-
" ماسٹر عبد الرحمن صاحب " ۱۰/-
" حمزہ صاحب " ۵/-
" اُستاد عبد العزیز صاحب " ۵/-
" قریشی نذیر احمد صاحب " ۵/-
" رحمت اللہ صاحب پیش امام " ۵/-
" خلیل احمد صاحب " ۲/-
" منیر احمد صاحب " ۲/-
" کے ابراہیم صاحب " ۲/-
" جناب عبد السبحان صاحب رائچور ۵/-
" عبد الکریم صاحب " ۸/-
" عبد المنان صاحب " ۲/۸/-
" عبد المنان صاحب " ۲/۸/-
" عبد الغنی صاحب دیودرگ ۱۰۰/-
" عبد الکریم صاحب " ۵/-
" عبد الکریم صاحب ناگنڈ " ۲/-
" اہلیہ محمد محبوب صاحب " ۵/-
" محمد محبوب صاحب " ۵/-
" شمس الزمان صاحب " ۱/-
" محمد اسمٰعیل صاحب ناگنڈ " ۱/-
" عبد الرشید صاحب ناگنڈ " ۱/-
" عبد الرشید صاحب (بی کام) " ۱۰/-
" ظفر احمد صاحب (بی کام) " ۱۰/-
" جناب محمد قاسم صاحب اُدگور " ۲۵/-
" مولوی عبد اللطیف صاحب " ۲۵/-
" غلام رسول صاحب " ۲۰/-
" عبد الحمید صاحب " ۱۵/-
" محمد مولانا صاحب " ۵/-
حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد ۴۰/-
" سیٹھ فاضل الہ دین صاحب " ۱۲/-
" علی محمد الہ دین صاحب " ۲۴/-
" یوسف الہ دین صاحب " ۲۴/-
" سید حسن صاحب کاچی گوڑہ " ۶۰/-
" سید جہانگیر صاحب " ۶۰/-
" عمر صاحب " ۶۰/-
لاڈلی بیگم صاحبہ اہلیہ سید حسن صاحب " ۶۰/-
" سید جہانگیر علی صاحب ٹکڑی " ۶/-
" غلام قادر صاحب شرق " ۶/-
صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ شرق صاحب " ۱۲
" محمد ابراہیم خانصاحب " ۴/-
" حمید اللہ صاحب " ۵/-
" سیٹھ رشید احمد صاحب حیدرآباد ۱۵۰/-
" اکبر حسین صاحب " ۱۰۰/-
" سیٹھ بشیر الدین صاحب " ۵۰/-
" سیٹھ محمود احمد صاحب وجاڑی میٹرکا " ۲۵/-
" سیٹھ حمید اللہ صاحب " ۱۵/-
" جناب اعجاز حسین صاحب " ۲۵/-
" سید مصطفےٰ امین صاحب " ۲۵/-

مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی حیدرآباد ۱۲/-
" عبد الحی صاحب " ۱۰/-
" محمد صادق صاحب قائد مجلس " ۱۰/-
" احمد اللہ بیگ صاحب " ۱۰/-
" خواجہ عبد الحمید صاحب انصاری " ۸/-
" شمس الدین صاحب " ۱۰/-
" سید غوث صاحب " ۵/-
" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر ۵/-
" یوسف حسین صاحب " ۵/-
" غلام حیدر خان صاحب " ۱۵/-
" سید عقیل صاحب " ۱۶/-
" محمد عبد الغنی صاحب چنتہ کنٹہ ۵/-
" سیٹھ محمود احمد صاحب " ۱۰/-
" حسن محمد صاحب " ۵/-
" سراج احمد صاحب " ۵/-
" عبد اللطیف صاحب " ۵/-
" راج محمد صاحب " ۲۵/-
" شیخ محی الدین صاحب " ۱۵/-
" امیر احمد صاحب " ۳۰/-
" عبد الصمد صاحب " ۱۵/-
" باشو میاں صاحب " ۱۵/-
" مولانا شریف صاحب " ۵/-
" محمد عبد الحفیظ صاحب خورد " ۵/-
" بشیر احمد صاحب " ۵/-
" سیٹھ احسن محمد صاحب خورد " ۲/-
" محمد اکبر صاحب " ۸/-
" شمس الدین صاحب " ۳/-
" نظام الدین صاحب " ۲/-
" عبد الحفیظ صاحب " ۴/-
" غلام دستگیر صاحب " ۸/-
" مولوی عبد المنان صاحب " ۸/-
" سید علاء الدین صاحب " ۴/-
" عبد اللہ شریف صاحب " ۴/-
" عبد السلام صاحب " ۵/-
" عبد الکریم صاحب " ۵/-
" مبارک احمد صاحب " ۲/-
" باسے صاحب " ۳/-
" بی کے فخر الدین صاحب مرکرہ ۶۰/-
" بی ایچ اسمٰعیل صاحب " ۳۶/-
" پی احمد علی صاحب " ۶۰/-
" سی محمد صاحب الانور -/۸/-
" سی کنہامو صاحب مولوی " ۱/-
" ایم عبدو صاحب " ۱/-
" ٹی پی باپو مولوی صاحب " -/۸/-
" کے محمد صاحب کٹی " ۲/-
" سی محمد صاحب " ۲/-
" اے عبدو صاحب " ۲/-
" کے محمود صاحب " ۱/-
" پی قیوم صاحب " ۱/-
" ٹی رسیو صاحب " ۱/-
" ٹی کنہامو صاحب " ۱/-
" اے ایامو صاحب " -/۸/-
" پی سعیدہ بی صاحبہ " -/۸/-
" کے عبدو صاحب " -/۸/-
" سی عبد الرحمن صاحب کٹی " -/۸/-
" ایم بابو کٹی صاحب " -/۸/-
" کے عبد الرحمن صاحب " ۱/-
" سی عبدو صاحب " ۱/-

خبریں

کراچی ۱۹ ستمبر۔ بھارت کے پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو پاکستان کے پانچ روزہ دورہ پر آج صبح ۹ بجکر ۵۵ منٹ پر انڈین ایئرفورس کے ایک ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی پہنچے۔ جب پنڈت جواہر لال نہرو ہوائی جہاز سے نیچے اُترے تو پاکستان کے صدر محمد ایوب خان ان تک پہنچے اور ان سے نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد صدر ایوب خان نے پنڈت نہرو کا اپنے وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر اور دوسرے وزراء سے تعارف کرایا۔ بعد میں ہندوستان کے قائم مقام ہائی کمشنر مسٹر کے۔ وی پدم نابھن اور پاکستان کے ہائی کمشنر مسٹر اے کے بروہی نے پنڈت نہرو کا استقبال کیا پھر صدر ایوب خان پنڈت نہرو کو ڈائس پر لے گئے۔ جہاں پنڈت نہرو نے پاکستان کی فوجوں کی سلامی لی۔ اس موقعہ پر فوجی بینڈ ہندوستان اور پاکستان کے قومی ترانوں کی دھنیں بجا رہا تھا۔ پھر پنڈت نہرو نے صدر ایوب خان کے ہمراہ فوجی بینڈ کے ساتھ ساتھ گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا دس بجکر ۲۰ منٹ پر پنڈت نہرو صدر ایوب خان کے ہمراہ ایک کیڈیلک کار میں صدر کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دونوں طرف پاکستان کی بحری فوج کے محافظ موٹر سائیکل سوار تھے۔ ہوائی اڈہ سے صدر ایوب خان کی رہائش گاہ تک ۱۱ میل لمبے راستہ میں ہزاروں لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ اور تالیاں بجائیں۔ اور دونوں لیڈروں نے ہاتھ ہلا کر ان کے استقبال کا جواب دیا جب صدر کی رہائش گاہ تھوڑی دور رہ گئی۔ تو دونوں لیڈر ایک بگھی میں بیٹھ گئے۔ پنڈت نہرو کے ہمراہ متعدد ہندوستانی اخبار نویسوں کے علاوہ کئی غیر ملکی اخبار نویس بھی دونوں لیڈروں کی بات چیت کی رپورٹ لینے آئے ہیں۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا کی اطلاع کے مطابق کراچی میں تقریباً ایک لاکھ اشخاص نے پنڈت نہرو کا پُرجوش استقبال کیا اس سے پہلے پنڈت نہرو کی دہلی سے کراچی کو روانگی کے وقت جب ان سے نہری پانی کے معاہدہ پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے کہا معاہدے بہت اچھے ہوتے ہیں۔ ان سے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں۔

۱۹ ستمبر۔ آج بھارت اور پاکستان میں نہری پانی کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ ملک کی تقسیم کے بعد یہ پہلا بڑا معاہدہ ہے جو کہ دونوں ملکوں کے مابین طے پایا ہے۔ گو اس سے پہلے دونوں ملکوں نے اپنے سرحدی جھگڑے حل کر لئے تھے تاہم نہری پانی کے معاہدہ کو دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے دونوں کے باہمی تعلقات اور بھی بہتر ہوں گے اور اگر باہمی دوستی اور صلح جوئی کی موجودہ سپرٹ جاری رہی۔ تو امید ہے کہ دونوں میں وہی تعلقات قائم ہو جائیں گے۔ جو امریکہ اور کینیڈا میں ہیں۔ جو اپنے اپنے طور پر آزاد رہتے ہوئے دو سگے بھائیوں کی طرح کام کرتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۹ ستمبر۔ آج کراچی میں بھارت اور پاکستان کے درمیان نہری پانی کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ بھارت کی طرف سے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے پاکستان کی طرف سے صدر ایوب نے دستخط کئے۔ اس معاہدہ سے دونوں ملکوں کا گذشتہ تیرہ سال سے چل رہا جھگڑا طے ہو گیا ہے۔ یہ سمجھوتہ عالمی بنک کی وساطت سے ہوا جس کی نگرانی میں آٹھ برس سے بات چیت جاری تھی یہ سمجھوتہ کم و بیش انہی تجاویز پر ہوا ہے۔ جو کہ عالمی بنک نے اپنے فروری ۱۹۵۴ء کے بیان میں پیش کی تھیں بھارت نے ان تجاویز کو اسی وقت منظور کر لیا تھا۔ مگر پاکستان انہیں ماننے سے انکار کرتا رہا تھا اس کے تحت دونوں ملکوں کے مابین دریاؤں کے پانی کے استعمال کی تخصیص کر دی گئی ہے۔

ہے۔ دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں واضح کر دی گئی ہیں۔ نیز معاہدہ کی تشریح کے بارے میں اس کو لاگو کرنے کے متعلق پر کوئی اختلاف رائے پیدا ہوگا تو اس اس خوش اسلوبی سے نپٹانے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ معاہدہ کے تحت بھارت پاکستان کو دس سال تک پانی مہیا کرتا رہے گا مگر اس میں بتدریج کمی ہوتی جائے گی۔ بھارت کی طرف سے پاکستان کو متبادل نہروں کی تعمیر کے لئے ۸۳ کروڑ روپیہ ۳۰ لاکھ روپیہ دس مساوی سالانہ اقساط میں ادا کیا جائے گا۔ معاہدہ کی موٹی موٹی شرائط حسب ذیل ہیں (۱) تین مغربی دریاؤں سندھ جہلم اور چناب کا پانی ماسوائے بھارت کے اندرون کے علاقوں میں اس کے لازمی استعمال کے کلیتہً پاکستان کے لئے ہوگا (۲) تین مشرقی دریاؤں ستلج بیاس اور راوی کا پانی کلیتاً بھارت کے استعمال کے لئے ہوگا۔ مگر بھارت کو دس سال کے عبوری عرصہ تک پاکستان کو نہری سپلائی کرنا ہوگا۔ اس دوران میں بتدریج پانی کی سپلائی میں کمی ہوتی رہے گی۔ دس سال کے عبوری عرصہ میں پاکستان کی درخواست پر تین سال کے لئے توسیع ہو سکے گی۔ مگر توسیع کی صورت میں بھارت کی طرف سے پاکستان کو ادا کی جانے والی رقم میں اس کے تناسب سے کٹوتی کر دی جائے گی (۳) توسیع زیادہ سے زیادہ تین سال ہو سکے گی اس کے بعد خواہ پاکستان میں متبادل انتظامات ہوتے ہوں یا نہ بھارت پاکستان کو نہری پانی بند کر دے گا

کراچی ۱۹ ستمبر۔ آج شام بھارت اور پاکستان کے نہری پانی کے معاہدہ پر دستخطوں کے وقت ہند پاکستان دوستی کا خوشگوار منظر دیکھنے میں آیا۔

بھارت کی طرف سے شری نہرو نے اور پاکستان کی طرف سے صدر ایوب نے دستخط کئے۔ عالمی بنک کے نائب صدر مسٹر ایلف نے بھی معاہدہ پر دستخط کئے دستخط معاہدہ کی تین کاپیوں پر کئے گئے

اس موقعہ پر ہزاروں اشخاص موجود تھے جن میں سفیر، تاجر، معززین، مرکزی وزیر اور سفارتخانوں کے نمائندے شامل تھے۔

کراچی ۱۹ ستمبر۔ آج شام ایوان صدر میں بھارت اور پاکستان کے مابین نہری پانی کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے اس سے پہلے کراچی کے شہریوں نے شری نہرو کے اعزاز میں استقبالیہ جلسہ کیا۔

استقبالیہ ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم شری نہرو نے صدر ایوب کو بھارت کے دورہ کی دعوت دی انہوں نے ایڈریس کا جواب اردو میں دیا۔ نہری پانی کے معاہدہ کے دستخط کرنے کی رسم کے موقعہ پر وزیر اعظم شری نہرو صدر ایوب نے جو تقاریر کیں ان میں دونوں ملکوں کے مابین تعاون پر زور دیا گیا۔ شری نہرو نے اپنی تقریر میں اس دن کو یادگاری دن قرار دیا اور کہا کہ اس معاہدہ کا بھارت اور پاکستان کے عوام میں خوشگوار جذباتی اور نفسیاتی اثر ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ مسئلہ تعاون اور باہمی تعاون کی کوششوں سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تعاون کے جذبہ سے کام لیا جائے تو مسئلہ کا حل آسان ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ معاہدہ تعاون کی شاندار مثال ہے۔ صدر ایوب نے بھی اپنی تقریر میں اسی قسم کے جذبات کیا اور کہا کہ اب آئندہ دونوں ہمسایوں میں مسلسل تعاون ہونا چاہئے اور ہمیں پرانی باتیں بھول جانی چاہئیں۔

کراچی ۱۹ ستمبر۔ دریائے سندھ اور اس کے معاونوں کے پانی کی تقسیم کے نہری پانی معاہدہ کے علاوہ آج کراچی میں دو اور سمجھوتوں پر دستخط ہوئے ایک معاہدہ امریکہ۔ برطانیہ، پاکستان آسٹریلیا، کینیڈا، جرمنی، نیوزی لینڈ اور عالمی بنک کے نمائندوں کے درمیان ہوا۔ اسکے تحت ایک بین الاقوامی سندھ طاس ترقیاتی فنڈ جس کی مالیت کم و بیش نوے کروڑ ڈالر تقریباً ۴ ارب روپیہ ہوگی قائم کیا جائے گا۔ اس فنڈ سے پاکستان میں نئے ہیڈ ورکس، رابطہ نہریں اور دیگر پراجیکٹ تعمیر کئے جائیں گے۔ دوسرا معاہدہ پاکستان اور عالمی بنک کے درمیان ہوا۔ اسکے تحت عالمی بنک پاکستان کو ۹ کروڑ ڈالر کا قرضہ دیگا۔ سندھ طاس ترقیاتی فنڈ کے ۹ کروڑ ڈالر میں امریکہ۔